ہیں سب نام خدا کے سُندر۔ واہے گورو اللہ اکبر
سب فانی اِک وہی ہے باقی آج بھی ہے جو کل اِلیشر تھا

صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء کے رُوح پرور مناظر۔ اس جلسہ میں حضرت امام جماعتِ احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع نے رواداری اور وحدانیت کی چاشنی سے بھرپور " واھے گورو۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ " کا عظیم نعرہ دیا جو جلسہ کے بعد بھی تمام سال ہندوستان میں گونجتا رہا۔

مَولیٰ نے وہ دِن دکھلائے۔ پریمی رُوپ نگر کو آئے
ساتھ فرشتے پر پھیلائے۔ سایۂ رحمت ہر سر پر تھا

حضرت امیرالمومنین ایدہُ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان کو ضروری ہدایات و ارشادات سے نوازتے ہوئے۔

کارکنان صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء سے خطاب فرمانے کے بعد حضور پُر نور دُعا کروا رہے ہیں۔ (۲۲ دسمبر ۱۹۹۱ء)

حضور پُر نور صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء کے موقعہ پر .T.V ، ریڈیو اور اخبارات کے نمائندگان کے سوالات کے جواب دے رہے ہیں۔

حضرت مولوی محمد حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام جنہوں نے صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت فرما کر اِس جلسہ کی رونق کو چار چاند لگا دیئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ

اَے مومنو! تم اس نبیؐ پر درود اور سلام بھیجو!

(۱)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (آل عمران: ۳۲)

ترجمہ:- (اَے رسولِ پاکؐ!) تو کہہ کہ (اَے لوگو!) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اس صورت میں وہ (بھی) تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(۲)

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (احزاب: ۵۷)

ترجمہ:- اللہ یقیناً اس نبی پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور اس کے فرشتے بھی یقیناً اس کے لئے دُعائیں کر رہے ہیں۔ پس اَے مومنو! تم بھی اس نبی پر دُرود بھیجتے اور ان کے لئے دعائیں کرتے رہا کرو اور (خوب جوش وخروش سے) ان کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔

حدیثِ نبویؐ

عشقِ رسولؐ حلاوتِ ایمان کی علامت ہے

● — عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَ اَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ، وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ" (متفق علیہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین چیزیں جس کے اندر پائی جائیں وہ ان کے ذریعہ ایمان کی حلاوت محسوس کرتا ہے۔ (۱) اللہ اور اس کا رسول اُسے دوسری تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ (۲) وہ کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس سے محبت کرے۔ (۳) اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے بچالیا ہے وہ کفر کی طرف لوٹ جانے سے اتنا ہی ڈرے جتنا کہ آگ میں ڈالے جانے سے ڈرتا ہے۔"

● — عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ وَيْلَكَ مَا اَعْدَدْتَ لَهَا؟ قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا اِلَّا اَنِّيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ. قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ. قَالَ اَنَسٌ فَمَا رَاَيْتُ الْمُسْلِمِيْنَ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرَحَهُمْ بِهَا. (متفق علیہ)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا اَے اللہ کے رسولؐ! قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا تیرے لئے افسوس ہو، تُو نے اس کے لئے کیا تیار کیا ہے؟ اُس نے کہا، مَیں نے اَور کچھ تیار نہیں کیا مگر مَیں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا، جس سے تو محبت کرتا ہے اس کے ساتھ ہوگا۔ انس رضؓ کہتے ہیں میں اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو اس قدر خوش نہیں دیکھا جس قدر یہ بات سُن کر وہ خوش ہوئے ہیں۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۴-۳۱ فتح ۱۳۷۱ ہش

قابلِ غور دو باتیں

بدر کا جلسہ سالانہ نمبر جو اِس وقت آپ کے ہاتھوں میں مچل رہا ہے، غور وفکر کرنے والوں کے لئے اس میں دو عظیم پیغام ہیں اور نہایت درد بھرے دِل کے ساتھ ہم آپ کی خدمت میں انہیں پیش کرتے ہیں۔

اللہ ربّ العزّت کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی بعثت کے بعد تمام انعاماتِ ربّانی اب محض اور محض آپؐ کی کامل فرمانبرداری اور اطاعت اور آپؐ سے عِشق و محبّت کے نتیجہ میں ہی مِل سکتے ہیں اور یہ کہ آپؐ کی کامل پَیروی کرنے والوں سے ہی اللہ تعالےٰ محبّت کرتا ہے۔ فرمایا:-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔
(آل عمران : ۳۲)

کہہ دے اگر تم اللہ سے محبّت کرنا چاہتے ہو تو میری کامل پَیروی کرو، اللہ تم سے محبّت کرے گا ـــــ اور ان انعاماتِ محبّت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اللہ فرماتا ہے:-

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا
(النسآء : ۷۰)

وہ انعامات یہ ہیں کہ کامل متّبعین اور محبّینِ رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم کو صالحیت۔ شہادت اور صدیقیت کے درجات سے ترقی دیتے ہوئے نبوّت کے مقام پر بھی فائز کر سکتا ہے ـــ! گویا رسُولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کامل اطاعت ایک اُمتّی کو مقامِ نبوّت سے بھی سرفراز کر سکتی ہے۔ اور یہی وہ دعویٰ ہے جو امام الزّمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے کہ آپ کو جس مرتبۂ نبوّت سے اللہ تعالیٰ نے سرفراز فرمایا ہے وہ دراصل رسولِ مقبول صلّے اللہ علیہ وسلّم کی کامل پَیروی اور آپؐ سے کامل عشق کرنے کے نتیجہ میں ملا ہے۔ اور یہ مرتبۂ نبوّت ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا جو نعوذ باللہ من ذٰلک رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بالمقابل یا آپ سے بڑھ کر کیا گیا ہو۔ بلکہ آپ کی غلامی میں ایک اُمتّی کو آپ کے کامل عشق و محبّت اور کامل اطاعت کے نتیجہ میں وعدۂ خداوندی "وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ .... الخ" کے عین مطابق نصیب ہُوا ہے۔ جو شخص علاوہ اس کے کوئی دوسری بات آپ کی طرف منسُوب کرتا ہے وہ نہ صرف جھُوٹا بلکہ دھوکے باز ہے ـــ!

جہاں تک حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعُود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کامل عشق کا تعلّق ہے آپ کا وہ منثور و منظوم کلام اس پر شاہدِ ناطق ہے جس کے کچھ حِصّے نمونۃً ہم نے اِسی شمارہ میں پیش کئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنی اسّیؔ سے زائد کتب میں رسولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت اور آپ کے عِشق میں سرشار ہوکر وہ کچھ لکھا ہے کہ انسانی رُوح عش عش کر اُٹھتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسا عِشق آپ نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا ہے کہ چودہ سو سال میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ایک عشق وہ تھا جو صحابۂ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی ظاہری آنکھوں سے آپ کے حُسن و جمال کو دیکھ کر کیا تھا۔ لیکن آپ کا عشق تو وہ ہے جو آپ نے صرف اپنی باطنی آنکھوں سے ہی اُس محبوبِ خُدا کو دیکھ کر کیا تھا۔

کم فہم اور نادان کہتے ہیں کہ بعض غیر مُسلموں نے بھی تو رسولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں بہت کچھ منثور و منظوم کلام میں کہا ہے تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ وہ رسولِ خُدا صلّے اللہ علیہ وسلّم کے عُشّاق تھے؟ حالانکہ جو کلام غیر مُسلموں نے آپ کی شان میں پیش کیا ہے اُسے بھی آپ سامنے رکھیں) اور وہ عظیم الشّان کلام جو شانِ رسولِ عربیؐ میں حضرت امام الزّمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے پیش فرمایا ہے اُسے بھی پیشِ نظر رکھیں۔ ہر دو میں زمین و آسمان اور دن و رات کا فرق ہے۔ بُعد المشرقین ہے ہر دو کلاموں میں۔ کوئی منصف ہو اور اپنی عقل کو بالکل کھو نہ بیٹھا ہو تو اچھی طرح اسے محسوس کر سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ غیر مُسلموں نے تو محض رواداری کے جذبہ کے تحت ہی اپنا کلام پیش کیا ہے۔ کبھی کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ رسُولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اُسے اِس قدر عشق ہے کہ اُسے جو کچھ ملا ہے آپ کی کامل پَیروی سے مِلا ہے۔ علاوہ اس کے کسی غیر مسلم نے آج تک یہ نہیں کہا کہ میں نے رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم پر اِس کثرت سے دُرود بھیجا ہے کہ اس کی برکت سے فرشتوں نے در و دیوار پر نُور کی مشکیں چھڑکیں۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ اُس نے رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اِس قدر محبّت کی کہ اُسے رسولِ خداؐ نے کشفی طور پر ایسے شیریں پھل کی قاشیں کھلائیں کہ ان کی حلاوت کا ذکر قوّتِ بیان سے باہر ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا ہی سچ فرمایا ہے، جو مجھ سے محبّت کرتا ہے اللہ اُسے ایمان کی حلاوت نصیب کرتا ہے (متفق علیہ) اور یہی حلاوتِ ایمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السّلام کو متمثّل ہوکر آپ کے کشف میں دِکھائی گئی۔

محترم قارئین! یہی وہ چیز ہے جس کی طرف موجودہ امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں بالخصوص علمائے اِسلام کو توجّہ دلائی ہے کہ برائے خُدا سوچو! اور غور کرو!! کہ ایک شخص رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس قدر عشق و محبّت کرتا ہے اور آپ لوگ بھی اس کی مخالفت محض اس دعویٰ سے کرتے ہو کہ وہ نعوذ باللہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دُشمن ہے اور آپؐ کی نبوّت پر اس نے ڈاکہ ڈالا ہے تو ذرا انصاف کی نظر سے سوچو اور دِل و دماغ کو کام میں لاؤ کہ ایسے کلماتِ طیّبات جو عشقِ رسولؐ میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ایسی پاکیزہ سیرت جس کا ایک ایک لمحہ عشقِ رسولؐ میں رچا بسا ہُوا ہے، کیا کسی مخالفِ رسول یا دشمنِ رسول صلّے اللہ علیہ وسلّم کی ہو سکتی ہے!؟

یہ تو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عشق و محبّت کا حال ہے لیکن مخالفینِ احمدیّت بھی ذرا اپنے سینوں میں جھانک کر دیکھیں اور اپنے کردار کا جائزہ لیں۔ کیا آج احمدیوں کے مقابل پر اُن کا وہی کردار ظاہر نہیں ہو رہا جو سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مقابل پر کفّارِ مکّہ کا گھناؤنا اور مکروہ کردار تھا۔ جو آپ کو نماز سے روکتے تھے، کلمۂ طیّبہ سے منع کرتے تھے، صحابہؓ کو اور آپؐ کو طرح طرح سے تکالیف دیتے تھے اور ستاتے تھے۔ قتل و خون کا جنون اُن پر سوار رہتا تھا۔ ذرا سوچو کہ آج بالکل ایسے ہی گھناؤنے کام "علمائے اسلام" سے پاکستان اور بنگلہ دیش میں سرانجام نہیں دیئے جا رہے ہیں؟ کلمۂ طیّبہ سے منع کرنا، مسجدوں اور قرآنِ مجید کے نسخوں کو جلانا، احمدیوں کو قتل کرنا اور ہر طرح سے ذہنی اور قلبی تکالیف اور اذیتیں پہنچانا کیا یہ مقدس اِسلام کی تعلیم ہے ـــ!؟

سادہ لوح اور منصف مزاج مُسلمان بھائیوں کو ضرور اس بات پر دھیان دینا ہوگا کہ ایک طرف ایک شخص حُبِّ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دعویٰ کرتا ہے۔ (باقی صفحہ ۲۹ پر)

اخبارِ احمدیّہ

بفضلہٖ تعالےٰ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احبابِ کرام اپنے جان و دِل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عُمر و خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں نُمایاں کامیابی کے لئے دردِ دِل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

(ادارہ)

شرحِ چندہ اخبار

سالانہ ـــ ۱۰۰ رُوپے
بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک:-
۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:-
۱۰ پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن۔
قیمت شمارہ ہذا
-/15 روپے

قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا

اِنسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے۔!!

منثور و منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

● ـــ "اسلام کا خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بُلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ اور جو لوگ پُورے زور سے اس کی طرف دوڑتے ہیں اُن کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔ سو مَیں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہُنر سے اِس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسُولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اِس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے راہوں کی پَیروی نہ کرتا۔ سو مَیں نے جو کچھ پایا اس پَیروی سے پایا اور مَیں اپنے سچّے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجُز پَیروی اس نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفتِ کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صـ ۶۲)

● ـــ "ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے اور ایک ہی قرآن شریف اس رسول پر نازل ہُوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں۔ آجکل فقراء کے نکالے ہُوئے طریقے اور گدّی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی دُعائیں اور دُرود اور وظائف یہ سب انسان کو صراطِ مستقیم سے بھٹکانے کا آلہ ہیں۔ سو تم ان سے پرہیز کرو۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاتم الانبیاء ہونے کی مُہر کو توڑنا چاہا گویا اپنی الگ شریعت بنا لی۔ تُم یاد رکھو کہ قرآن شریف اور رسول اللہ ؐ کے فرمان کی پَیروی اور نماز و روزہ وغیرہ جو مسنون طریقے ہیں اُن کے سوا خُدا کے فضل اور برکات کے دروازہ کو کھولنے کی کوئی اَور کُنجی ہے ہی نہیں۔ بھُولا ہُوا ہے وہ جو ان راہوں کو چھوڑ کر کوئی نئی راہ نکالتا ہے۔ ناکام مرے گا وہ جو اللہ اور اُس کے رسُول ؐ کے فرمُودہ کا تابعدار نہیں اور اَور راہوں سے اُسے تلاش کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صـ ۷۹)

● ـــ "مَیں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سچّی محبّت رکھنا اور سچّی تابعداری اختیار کرنا اِنسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اُسی کامل انسان پر علومِ غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دُنیا میں کسی مذہب والا رُوحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ مَیں اس میں صاحبِ تجربہ ہوں۔" (مجموعہ اشتہارات جلد ۲)

● ـــ "خداوندِ کریم نے اس رسولِ مقبول ؐ کی متابعت اور محبّت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پَیروی کی تاثیر سے اِس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علومِ لدنّیہ سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور بہت سے اَسرارِ مخفیہ سے اِطلاع بخشی ہے۔ اور بہت سے حقائق و معارف سے اِس ناچیز کے سینہ کو پُر کر دیا ہے اور بار بار بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیّات اور عنایات اور یہ سب تفضّلات اور احسانات اور یہ سب تلطفات اور توجّہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بہ یُمنِ متابعت و محبّت حضرت خاتم الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں ؎

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(براہینِ احمدیہ حصّہ چہارم صـ ۲۴۵ حاشیہ)

● ـــ "ہمارا اِس بات پر ایمان ہے کہ اَدنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی بغیر اتّباع ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجُز اقتداء اس امام الرُّسل کے حاصل ہو سکیں۔ کوئی مرتبہ شرف وکمال کا اور کوئی مقام عزّت اور قُرب کا بجُز سچّی اور کامل متابعت اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔" (ازالہ اَوہام حِصّہ اوّل صـ ۱۳۸)

اے میرے دِل احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر!

یَا قَلْبِیَ اذْکُرْ اَحْمَدَا — عَیْنَ الْھُدٰی مُفْنِی الْعِدَا

اے میرے دِل! احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر — جو ہدایت کا سرچشمہ اور دشمنوں کو فنا کرنیوالا ہے

بَرًّا کَرِیْمًا مُحْسِنًا — بَحْرَ الْعَطَایَا وَالْجَدَا

نیک ، کریم ، محسن ، — بخششوں اور سخاوت کا سمندر ہے

بَدْرٌ مُّنِیْرٌ زَاھِرٌ — فِیْ کُلِّ وَصْفٍ حُمِّدَا

وہ چودھویں کا نُورانی روشن چاند ہے — وہ ہر وصف میں تعریف کیا گیا

اِحْسَانُہٗ یُصْبِی الْقُلُوْبَ وَحُسْنُہٗ یُرْوِی الصَّدَا

اس کا احسان دلوں کو موہ لیتا ہے — اور اُس کا حُسن پیاس کو بُجھا دیتا ہے

اَلظَّالِمُوْنَ بِظُلْمِھِمْ — قَدْ کَذَّبُوْہُ تَمَرُّدًا

ظالموں نے اپنے ظلم کی وجہ سے — اُسے سرکشی سے جھٹلایا ہے

وَالْحَقُّ لَا یَسَعُ الْوَرٰی — اِنْکَارَہٗ لَمَّا بَدَا

اور سچائی ایسی شئے ہے کہ مخلوق اس کا — انکار نہیں کر سکتی جب وہ ظاہر ہو جائے

اُطْلُبْ نَظِیْرَ کَمَالِہٖ — فَسَتَنْدَمَنَّ مُلَدَّدَا

تُو اس کے کمال کی نظیر تلاش کر — سو تُو اس میں یقیناً حیران ہو کر شرمندہ ہوگا

مَا اِنْ رَأَیْنَا مِثْلَہٗ — لِلنَّاشِئِیْنَ مُسَھِّدَا

ہم نے اُس کی مانند سوتوں کو — جگانے والا کوئی نہیں دیکھا

نُوْرٌ مِّنَ اللّٰہِ الَّذِیْ — اَحْیَی الْعُلُوْمَ تَجَدُّدَا

وہ اللہ کا نُور ہے جس نے — عُلوم کو نئے سرے سے زندہ کر دیا

اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُجْتَبٰی — وَالْمُقْتَدٰی وَالْمُجْتَدٰی

وہ برگزیدہ ہے ، چُنا ہُوا ہے، — اس کی پیروی کی جاتی ہے، اس سے فیض طلب کیا جاتا ہے

جُمِعَتْ مَرَابِیْعُ الْھُدٰی — فِیْ وَبْلِہٖ حِیْنَ النَّدٰی

ہدایت کی بارشیں سخاوت کے وقت — اس کی موسلا دھار بارش میں جمع کر دی گئیں

نَسِیَ الزَّمَانُ رِھَامَہٗ — مِنْ جُوْدِ ھٰذَا الْمُقْتَدٰی

زمانہ اپنی مسلسل تھوڑی بارش کو بھول گیا ہے۔ — اس مقتداء کی بارش کے مقابلہ میں

(القصائد الاحمدیہ صفحہ ۳۰-۳۱)

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت

ہر طرف فکر کو دَوڑا کے تھکایا ہم نے — کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دِکھلائے — یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا — نُور ہے نُور اُٹھو دیکھو سُنایا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہیں نُورِ خدا پاؤ گے — لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

جب سے یہ نُور ملا نُورِ پیمبرؐ سے ہمیں — ذات سے حق کی وجود اپنا مِلایا ہم نے

مُصطفیٰؐ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت — اس سے یہ نُور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مِری جاں کو مدام — دِل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالَم میں — لاجرم غیروں سے دِل اپنا چھڑایا ہم نے

مَوردِ قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کے ہم
جب سے عشق اس کا تہِ دِل میں بٹھایا ہم نے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا — نام اُس کا ہے محمدؐ دِلبر مِرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبرؐ اِک دوسرے سے بہتر — لیک از خدائے برتر خیر الورٰی یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے — اُس پر ہر اِک نظر ہے بدر الدّجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اُس نے ہیں اُتارے — مَیں جاؤں اُس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی — دیکھا ہے ہم نے اُس سے بس راہ نما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے — وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے

اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہُوا ہوں — وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ — باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا
وہ جس نے حق دِکھایا وہ مَہ لقا یہی ہے

آں شہِ عالَم کہ نامش مصطفیٰؐ

خدائیکہ جاں بر رہِ اُو فدا — نیابی رہش جز پئے مصطفیٰ

وہ خدا جس کی راہ میں ہماری جان قربان ہے — اس کا راستہ تجھے مصطفیٰؐ کی پیروی کے بغیر نہیں ملے گا

ابو القاسمؐ آں آفتابِ جہاں — کہ روشن شد از وے زمین و زماں

ابو القاسمؐ وہ آفتابِ عالمتاب ہیں — جس کی وجہ سے زمین و زمان روشن ہو گئے

نیاید ترا شرم از کردگار — کہ اہلِ خرد باشی و باوقار

کیا تجھے خدا تعالیٰ سے شرم نہیں آتی — کہ عقلمند اور معتبر ہونے کے باوجود

پس آنکہ شوی منکرِ آں رسولؐ — کہ یابد از و نورِ چشمِ عقول

پھر بھی تُو اس رسولؐ کا منکر ہے — جس سے خود عقل کی آنکھیں نور حاصل کرتی ہیں

آں شہِ عالَم کہ نامش مصطفیٰؐ — سیّدِ عشاقِ حق شمس الضحیٰ

وہ جہاں کا بادشاہ جس کا نام مصطفیٰؐ ہے — جو عشاقِ حق کا سردار اور شمس الضحیٰ ہے

آنکہ ہر نورے طفیلِ نورِ اوست
وہ وہ ہے کہ ہر نُور اُسی کے طفیل سے ہے
آنکہ منظورِ خدا منظورِ اوست
وہ وہ ہے کہ جس کا منظور کردہ خدا کا منظور کردہ ہے

حضرت امیر المومنین کے خطبہ جمعہ سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے خدا سے تعلق قائم ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودات

"..... شفاعت کا معنی یہ نہیں ہے کہ محض مرنے کے بعد گنہگاروں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرمادیں گے کہ اے خدا ان کو معاف کردے اور چھٹی کر۔ ان کی بخشش کے انتظام اس دنیا میں کرتے رہے ہیں اور کر گئے ہیں۔ اور وراثۃً وہ فیض پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ فرمایا: اس فیض سے حصہ پاؤ وہ دولت جو بے حساب ہے اس کوئی شمار ممکن نہیں، وہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے فیضان کی دولت ہے جو ایک بہتا ہوا ابدی طور پر بہنے والا اور نہ ختم ہونے والا دریا ہے۔ اس سے تعلق جوڑ رہے گے تو تمہاری ہر قسم کی پیاس بجھے گی، تمہاری ہر قسم کی گندگی دور ہوگی۔ اور اس سے 'شفع' پیدا کرو اس کے ساتھ پیوستہ ہو جاؤ اس کے ساتھ جڑ جاؤ اور پھر تمہیں صحیح معنوں میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔ یہ نصیب ہو جائے تو پھر قیامت کی شفاعت اس کا ایک منطقی نتیجہ ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے اس دنیا میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بڑے خلوص کے ساتھ جس کا دل کی گہرائی سے تعلق تھی ایک خلوص کا دعویٰ ہی نہیں تھا بلکہ سارا وجود اس خلوص میں ان کے ساتھ شامل ہوگیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے تعلق قائم کیا اس نیت سے تعلق قائم کیا کہ آپ کے وسیلے سے خدا سے تعلق قائم ہوگا اور وہ الٰہی صفات جو سب سے زیادہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میں جلوہ گر ہوئیں اور کبھی کسی اور نبی میں اس سے پہلے جلوہ گر نہیں ہوئیں اور کبھی آپ کے بعد کسی آدم کی اولاد میں ان کے اس شان سے جلوہ گر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان معنوں میں وہ نبی بھی یکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی توحید کا ایک مظہر کامل بن جاتا ہے، اس سے تعلق جوڑو اور اس کی صفات سے حصہ پاؤ۔ اپنے وجود کو جتنا مٹاتے چلے جائیں گے اور حضرت محمد رسول اللہ کے وجود میں ضم ہوتے چلے جاؤ گے تو ان معنوں میں ایک اور مقام وحدانیت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوا۔ آپ نے اپنے وجود کو مٹا کر آنحضرت کے وجود میں اپنے آپ کو کلیتۃً غائب کر دیا اور سراسر اس پاک وجود میں کھوئے گئے۔ پس جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اللہ کے وجود میں کھو کر وحدانیت کا ایک نمونہ دکھایا، آئندہ تمام بنی نوع انسان کے لئے اس وحدانیت تک پہنچنے کا یہ وسیلہ ہے کوئی انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو چھوڑ کر براہ راست اس وحدانیت کے اعلیٰ مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا۔ محمدؐ کے ساتھ مل کر یکتا ہو جائے تب وہ یکتا کو پا سکے گا۔ اس کے سوا یکتا تک پہنچنے کا اور کوئی رستہ نہیں ہے..... پس اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ کامل انسان جو شفیع ہونے کے لائق ہو وہی شخص ہو سکتا ہے جس نے ان دونوں تعلقوں سے کامل حصہ لیا ہو اور کوئی شخص بغیر ان ہر دو قسم کے کمال کے انسانِ کامل نہیں ہو سکتا"..... شفیع وہ ہے جس نے دونوں سے حصہ لیا ہو اس میں تمام انبیاء شریک ہیں اور انبیاء سے نیچے اتر کر صلحاء اور خدا کے وہ سب پاک راستباز بندے جو خدا کی صفات سے کچھ حصہ لیتے ہیں اور بنی نوع انسان کی محبت سے بھی حصہ لیتے ہیں۔ اور ایک فیض کو دوسرے کی طرف جاری کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ کوئی شخص بغیر ان ہر دو قسم کے کمال کے انسانِ کامل نہیں ہو سکتا۔ یعنی یہ فیض تو سب کو ملے لیکن انسانِ کامل ایک ہی ہے۔ یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ فرمایا "..... اس لئے آدم کے بعد بھی سنّت اللہ اسی طرح پر جاری ہوئی کہ کامل انسان کے لئے جو شفیع ہو سکتا ہے یہ دونوں تعلق ضروری ٹھہرائے گئے.....

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (سورۃ الشعراء آیت ۴) کہ اے محمدؐ! تو بنی نوع انسان کے لئے اس غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر دے گا کہ یہ ایمان نہیں لا رہے۔ کتنی بڑی ہمدردی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات میں ایسی چمکی تھی اور اس شان سے جلوہ گر ہوئی تھی کہ کبھی دنیا کے کسی دل میں یہ ہمدردی اس شان کے ساتھ نہ چمکی نہ جلوہ گر ہوئی نہ ایسی وسعت پذیر ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو کل عالم کا نبی بنایا گیا اور کل عالم کا شفیع مقرر فرمایا گیا..... پس آپ کو مشرق اور مغرب کا رسول بنانا اور کل عالم کے لئے شفیع بنا دینا آپ کے قلب مطہر اور اس کی لا انتہا صفاتِ رحمت کی طرف اشارہ کرتا ہے تبھی آپ کو رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ کا لقب عطا فرمایا گیا"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ر جولائی ۱۹۹۲ء)

خطبہ جمعہ

آج تک ہم نے کبھی کسی جلسہ سالانہ میں ایسے نظارے نہیں دیکھے جیسے ہندوستان کے دور دور سے آئی ہوئی جماعتوں کے اخلاص کے نظارے دیکھے

عالمگیر جماعت احمدیہ ہمیشہ ان درویشوں کی ممنونِ احسان رہے گی جنہوں نے بڑی عظمت کے ساتھ صبر اور وفا کے ساتھ اس امانت کا حق ادا کیا جو اُن کے سپرد کی گئی تھی

اب آپ دیکھیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کس طرح ہندوستان میں چاروں طرف احمدیت کا نور پھیلائیں گے (انشاء اللہ العزیز)

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳ر صلح (جنوری) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام مسجد اقصیٰ قادیان دارالامان۔ بھارت

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

جلسہ سالانہ جو صد سالہ جلسہ سالانہ ہونے کے لحاظ سے غیر معمولی اہمیت رکھتا تھا خدا کے فضل سے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اور اس جلسہ کے بعد آج پہلا جمعہ ہے جو ہمیں

مسجد اقصیٰ

میں ادا کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے اور سال کا بھی یہ پہلا جمعہ ہے۔ اس لحاظ سے سب سے پہلے میں تمام جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کو صد سالہ جلسہ سالانہ کے بخیر و خوبی گزرنے پر اور نئے سال کے آغاز پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، اپنی طرف سے بھی اور قادیان کے درویشوں اور باشندگان کی طرف سے بھی اور ان سب مہمانوں کی طرف سے بھی جو ابھی تک یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

جلسہ سالانہ جب قریب آیا تو دن رات کی رفتار میں تیزی آنی شروع ہوئی اور یوں لگتا تھا کہ اچانک دن رات کے چکر کو کسی نے لٹو کی طرح گھما دیا ہے اور دن گھنٹوں میں گزرنے لگے اور جب ہوش آئی تو جلسہ پیچھے رہ چکا تھا اور تمام ذمہ داریاں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ادا ہو چکی تھیں۔

اس سے پہلے بھی مجھے گلے کی تکلیف تھی جو یہاں آنے کے بعد غالباً کسی گھی کی الرجی سے شروع ہوئی اور مجھے ڈر تھا کہ یہ کہیں جلسہ کی ذمہ داریوں میں حائل نہ ہو جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عجیب احسان ہے کہ جلسہ کے آغاز پر یہ تکلیف بالکل غائب ہو گئی اور پوری طرح مجھے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ کے بعد یہ تکلیف پھر از سر نو واپس آئی تو مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنے عاجز بندوں سے اعجازی سلوک فرماتا ہے لیکن بشریت کے تقاضوں سے وہ بالا نہیں ہوتے۔ پس وہ اعجازی دور تھا جو گزر گیا، اب میرے بشری تقاضوں کی بیماری ہے جس نے مجھے پھر آ پکڑا ہے لیکن اللہ کے فضل سے طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے۔۔۔۔

جلسہ سالانہ کے متعلق چند مختصر باتیں

میں جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ وہ جلسہ کے بعد پہلی بار یہ خطبہ سن رہی ہیں۔ اس لئے ان کو توقع ہوگی کہ قادیان سے متعلق اور جلسہ سے متعلق میں اپنے کچھ تاثرات بیان کروں۔ یہ مضمون بہت مشکل ہے کیونکہ دل کی جو کیفیات تھیں اور ہیں ان کا بیان ممکن نہیں۔ ایک عجیب خواب کی سی دنیا سے نکل کر ہم آئے ہیں۔ جو مناظر ہم نے جلسہ میں عشق اور محبت کے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر فدائیت کے نظارے دیکھے تمام دنیا سے آئے ہوئے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پروانے اس بستی میں بہت تکلیفیں اٹھا کر جمع ہوئے۔ ہندوستان کے کونے کونے سے اس کثرت سے احباب جماعت یہاں تشریف لائے کہ آج تک

سو سالہ تاریخ میں کبھی ان جگہوں سے اس کثرت سے احباب جماعت جلسہ سالانہ میں شریک نہیں ہوئے۔ بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں بھاری اکثریت غربت کا شکار ہے اور اتنی غربت کا شکار ہے کہ ان کے لئے ریل کے تیسرے درجہ کے سادہ دو طرف کے کرائے اکٹھا کرنا بھی ممکن نہیں تھا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس طرح انہوں نے قرض اٹھائے یا کسی اور صاحب دل آدمی نے ان کی ضرورت کو محسوس کر کے ان کی مدد کی مگر میں نے جو کثرت سے نگاہ ڈالی تو بھاری اکثریت ایسی تھی جو غربا کی تھی مگر دل کے غنی تھے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی یہ تعریف ان پر صادق آتی تھی کہ اَلْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ۔ سنو! غنی یعنی امیری اور تونگری اصل میں دل کی امیری اور تونگری ہوا کرتی ہے۔ وہ دنیا کی تمناؤں سے بے نیاز اس بستی میں آ پہنچے جہاں ان کو سکون ملتا تھا جس کی راہ وہ بڑی مدت سے دیکھ رہے تھے۔ ان کی آنکھوں نے وہ دیکھا جس کے متعلق مجھے بہتوں نے کہا کہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ ہماری تمنائیں تھیں کہ ہم اپنی زندگی میں کبھی خلیفۃ المسیح کو دیکھیں لیکن سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ ایسے بوڑھے تھے جو معلوم ہوتا تھا کہ زندگی کے آخری کنارے پر پہنچے ہوئے ہیں۔ ایسے اپاہج تھے جو کرسیوں پر بیٹھ کر آئے۔ ایسے بیمار تھے جن کو ان کے رشتہ داروں نے سہارے دیئے۔ قطع نظر اس کے کہ یہاں کی موسم کی سختی کے وہ عادی نہیں تھے۔ اکثر ایسے علاقوں کے رہنے والے تھے کہ جہاں سارا سال گرمی ہی پڑتی ہے۔ سردی کم گرمی کا نام ہے اور حقیقت میں وہ سردی سے آشنا نہیں مگر انہی ایک دو کپڑوں میں ملبوس جو گرمیوں کے کپڑے تھے اور جن کے وہ عادی ہیں ان میں وہ تشریف لائے لیکن ان کے اندر ایک ایسا ولولہ، ایسا جوش تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب سے کم وہ ہیں جو بیمار پڑے۔ وہ جو ٹھنڈے علاقوں سے آئے تھے۔ وہ جن کو تن بدن ڈھانکنے کے سارے سامان میسر تھے ان میں بہت زیادہ نزلہ زکام اور بخار نے راہ پائی لیکن عجیب بات تھی کہ ان میں سے میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس کا ناک بہہ رہا ہو یا سردی سے کانپ رہا ہو۔ ایک عجیب گرمی تھی جو خدا تعالیٰ نے ان کو اندر سے عطا کر دی تھی اور یہ حیرت انگیز اعجاز تھا جو عام حالات میں ممکن نہیں ہے۔ ان کی اکثریت جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایسی تھی جنہوں نے کبھی قادیان کا منہ بھی نہیں دیکھا تھا۔ مثلاً اڑیسہ کے غریب اور تونگر احمدی، دل کے امیر احمدی ۲۰۰۰ سے زائد تعداد میں یہاں پہنچے اور خدا کے فضل کے ساتھ ان کی کیفیت یہ تھی کہ دن بدن ان کے اندر ایک تبدیلی پیدا ہوتی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ جب آغاز میں ان سے تعارف ہوا تو ان کی نگاہوں میں کچھ تھوڑی اجنبیت تھی، کچھ پہچان کی کوشش کر رہے تھے۔ یہ جاننا چاہتے تھے کہ یہ کیا چیز ہے جو آج ہم دیکھ رہے ہیں اور کچھ فاصلہ سا تھا لیکن آناً فاناً

وہ قافلے قربتوں میں تبدیل ہو گئے اور اس کے بعد ان کا جوش اور ولولہ ناقابلِ بیان تھا۔ آج تک ہم نے کبھی کسی جلسہ سالانہ میں ایسے نظارے نہیں دیکھے جیسے

ہندوستان کی دُور دُور سے آئی ہوئی جماعتوں کے اخلاص کے نظارے

ہم نے دیکھے۔ ان میں کیرلہ کے غرباء بھی تھے۔ ان میں آندھرا پردیش کے بھی تھے لیکن یہ ایسا موقعہ تھا جس میں غرباء کو امراء سے الگ کرنا شاید زیادتی ہو۔ یہ وہ موقعہ تھا جہاں واقعۃً محمود و ایاز ایک ہی صف میں کھڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ جہاں کوئی تفریق نہیں رہی تھی۔ سارے دل کے امیر دکھائی دیتے تھے۔ سارے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم اور آپ کے اس غلام کامل کے شیدائی دکھائی دیتے تھے جس نے قادیان کی بستی میں جنم لیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام دنیا میں ان کے دل سے نور کے سوتے پھوٹے۔ پس یہ وہ نظارے ہیں جن کے بیان کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ شاید ویڈیو والوں نے کچھ ریکارڈ کئے ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو اس فضا میں دم لے رہے تھے جنہوں نے ان کے جذبے ان کے ولولے دیکھے وہ کسی طرح بھی بیان کی حد میں نہیں آ سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان لوگوں نے کیا پایا اور کیا لے کر لوٹے مگر میں یہ یقین رکھتا ہوں اور اس میں مجھے ذرہ بھی شک نہیں کہ خدا کے فضل سے وہ اگر پہلے کسی لحاظ سے کمزور بھی تھے تو یہاں سے مالا مال ہو کر لوٹے ہیں اور کسی چیز کی کوئی کمی انہوں نے محسوس نہیں کی اب ایک دور ہے جو شروع ہونے والا ہے۔ لیکن اس سے پہلے

میں پاکستان کے احمدیوں کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک لمبے عرصہ کے بعد پاکستان کے غرباء کو بھی یہ توفیق ملی کہ وہ کسی حد تک یعنی سارے تو نہیں آ سکتے تھے ناممکن تھا لیکن کسی حد تک یہاں پہنچ سکیں اور جن کے لئے انگلستان پہنچ کر ملاقات ناممکن تھی ان کو بھی خدا تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ قریب آئیں اور یہاں سے آ کر جلسہ میں شمولیت کریں۔ میرے ساتھ ملاقاتیں کریں اور قریب سے دوبارہ دیکھنے کا موقعہ ملے۔ ان کی کیفیت بھی ناقابل بیان تھی۔ اکثر یہ صورت حال تھی کہ میرے ضبط کا بڑا سخت امتحان تھا۔ مجھے ہمیشہ ڈر رہا کہ اگر میرا ضبط ٹوٹ گیا تو یہ لوگ بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگیں گے۔ میری جدائی ان پر اور بھی زیادہ سخت ہو جائے گی اور جدا کے بال جو علیحدہ رہ گئے ہیں بقیہ دن مقدر ہیں وہ پہلے سے زیادہ تلخ ہو جائیں گے۔ اس لئے میں نے حتی المقدور کوشش کی کہ ہنستے ہوئے مسکراتے ہوئے ہاتھ رکھتے ہوئے سب کو سلام کروں سب کے سلام قبول کروں اور حوصلے بڑھاؤں لیکن جو دل کی کیفیت تھی خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بڑے سخت امتحانوں سے گزرنا پڑا۔

ان کے آنے کے نظارے بھی عجیب تھے ان کی واپسی کے نظارے بھی عجیب تھے ایک موقعہ پر میری بچیاں بسوں کی رخصت کا منظر دیکھنے کے لئے گئیں۔ ہمارے خاندان کے بھی بہت سے لوگ اس میں جا رہے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ سب لوگ کھڑکیوں سے باہر لٹکے پڑتے تھے۔ گویا وہ زبان حال سے کہہ رہے تھے کہ ہم نے نہیں جانا۔ ہم نہیں جانا چاہتے چنانچہ میری بچی نے اپنی کسی عزیزہ سے پوچھا کہ تم کیوں اٹھ رہی ہو تو اس نے کہا یہاں سے جانے کو دل نہیں چاہتا۔ دل چاہتا ہے کھڑکی سے چھلانگ لگا دوں۔ پس یہ وہ کیفیتیں ہیں جن کو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی فصاحت و بلاغت جیسا کہ حق ہے ان کو سمیٹ سکے اور ان کو زندہ جاوید تحریروں میں تبدیل کر سکے لیکن یہ عجیب دن تھے جو گزر گئے۔ اب ہمیں آئندہ کی سوچنا چاہیئے یہ جلسہ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا نہ صرف ایک تاریخی جلسہ تھا بلکہ تاریخ ساز جلسہ تھا۔ اور تاریخ ساز جلسہ ہے۔ جو لطف ہم نے اٹھائے وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ زندہ رہیں گے لیکن وہ لطف اس لئے زندہ نہ رہیں کہ ہم جیسے ایک نشئی ایک نشے کی حالت میں لطف اٹھاتا ہے ویسے ان سے لطف اٹھاتے رہیں۔ وہ لطف اس لئے زندہ رہنے چاہئیں تاکہ ہمیشہ ہمیں عمل کے میدان میں آگے بڑھاتے رہیں اور ہماری ذمہ داریاں ہمیں یاد کراتے رہیں اور یاد کرائیں کہ ایک نیا دور ہے جس میں احمدیت داخل ہو چکی ہے۔ ترقیات کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو ہمارے سامنے کھلا پڑا ہے۔ ایسے نئے میدان کھل رہے ہیں جن میں پہلے احمدیت نے کبھی جھانکا نہیں تھا۔ چنانچہ میں یقین رکھتا ہوں کہ خصوصیت کے ساتھ ہندوستان کی جماعتوں میں یہ احساسِ بیداری پیدا ہوا ہے اور بعض جگہ جو چھوٹی چھوٹی پژمردہ سی جماعتیں تھیں جن کے خطوں سے امید کی کوئی غیر معمولی کرن نظر نہیں آتی تھی۔ جن کے خط کچھ بجھے بجھے، کچھ دبے دبے ایسا منظر پیش کرتے تھے جیسے وہ احمدیت کے ساتھ زندہ ہیں اور احمدیت کے ساتھ زندہ تو رہیں گے لیکن اتنے کمزور ہیں کہ وہ احمدیت کی زندگی سے اپنے ماحول کو زندہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اب جو لوٹے ہیں تو ان کی کیفیت یکسر بدل چکی تھی۔ ان میں سے بہت تھے جنہوں نے مجھ سے کہا کہ اب زندگی کا ایک بالکل نیا دور شروع ہوا ہے۔ اب آپ دیکھیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کس طرح ہندوستان میں چاروں طرف احمدیت کا نور پھیلا دیں گے۔ اب گزشتہ زمانوں اور آئندہ زمانوں میں ایک نمایاں فرق پڑ چکا ہے اور یہ جلسہ اس کی حد فاصل ہے۔ پس اس پہلو سے یہ جلسہ ایک تاریخ ساز جلسہ ہے۔ میری دعا ہے کہ ان کے ولولے ہمیشہ زندہ رہیں۔

جہاں تک منصوبوں کا تعلق ہے ان کو تفصیل کے ساتھ سمجھا دیا گیا ہے کہ کس طرح منصوبے بنانے ہیں، کس طرح ان پر عمل درآمد کرنا ہے۔ ان کو یقین دلا دیا گیا ہے کہ اگرچہ ظاہری طور پر آپ غریب ہیں اور بڑے بڑے امید افزا اور تمناؤں سے بھرپور منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی طاقت نہیں رکھتے لیکن کھلے دل کے ساتھ خوب منصوبے بنائیں اور بالکل پرواہ نہ کریں کہ ان پر کیا خرچ آتا ہے۔ عالمگیر جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے غریب نہیں ہے اور ساری عالمگیر جماعت احمدیہ آپ کی پشت پر کھڑی ہے۔ تمام

عالمگیر جماعت احمدیہ ہمیشہ قادیان کی ممنونِ احسان رہے گی

اور ان درویشوں کی ممنونِ احسان رہے گی جنہوں نے بڑی عظمت کے ساتھ بڑے صبر کے ساتھ بڑی وفا کے ساتھ اس امانت کا حق ادا کیا جو ان کے سپرد کی گئی تھی اور لمبی قربانیاں پیش کیں۔ اس لئے آپ کو کوئی خوف نہیں آپ کو کوئی کمی نہیں۔ اللہ کے فضل کے ساتھ جتنے مفید کارآمد منصوبے آپ بنا سکتے ہیں اور ان پر عمل کر سکتے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ ان کی تمام ضرورتیں عالمگیر جماعتیں پوری کریں گی اور میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان اس لحاظ سے بہت حد تک نظر انداز ہوتا رہا ہے۔ اس میں ہم سب کا قصور ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے۔

ہندوستان کا اپنا ایک حق تھا جسے ہمیشہ قائم رکھنا چاہیئے تھا۔ ہندوستان وہ جگہ ہے جہاں خدا تعالیٰ نے آخرین کا پیغامبر بھیجا جو ہر مذہب کا نمائندہ بن کر آیا۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جری اللہ فی حُلل الانبیاء کہ ایک شخص دکھائی دیتا ہے مگر خدا کا پہلوان ہے جو تمام انبیاء کے چوغے اوڑھے ہوئے آیا ہے۔ اسی میں تمہیں کرشن دکھائی دے گا۔ اسی میں تمہیں بدھا دکھائی دے گا۔ وہ مسیح کی تمثیل بھی ہے اور مہدی بن کر بھی آیا ہے۔ انبیا سے تمام دنیا میں جتنے بھی وعدے کئے گئے تھے۔ وہ آج قادیان کی بستی میں اس ذات میں پورے ہو رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے مامور فرمایا ہے۔

پس اس پہلو سے ہندوستان کا ایک مرکزی اور دائمی حق ہے جسے نظر انداز کرنا ہماری غلطی تھی۔ دیگر ممالک میں پہنچے۔ افریقہ اور امریکہ اور سپین اور یورپ کے ممالک میں مساجد تعمیر کیں اور اذانیں دیں اور اسی بات پر مطمئن رہے کہ خدا کے فضل سے افریقہ کے بعض ممالک میں جماعت اس تیزی سے ترقی کر رہی ہے کہ بعید نہیں کہ آئندہ چند سالوں میں وہاں جماعت کو کلی اکثریت حاصل ہو جائے۔ یہ سب باتیں اپنی جگہ اطمینان بخش ضرور ہیں مگر ہندوستان کو نظر انداز کرنا ہرگز جائز نہیں تھا۔ اور عقل کے تقاضوں کے خلاف تھا۔ کیونکہ جو اہلیت اور صلاحیت ہندوستان میں جماعت احمدیہ کی نشو و نما کی ہے وہ شاید ہی دنیا کے کسی اور ملک میں

ہے۔ یہاں دنیا کے مختلف مذاہب آزادی کے ساتھ اپنے مافی الضمیر کو بیان کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ یہاں جو بظاہر مذہبی فسادات ہوتے ہیں، الاّ ماشاء اللہ، وہ دراصل سیاسی گروہ بندیوں کے نتیجہ میں اور چھوٹی چھوٹی چپقلشوں کے نتیجہ میں ہوتے ہیں ورنہ ہر مسلمان کو آزادی ہے کہ اپنی مساجد میں اذانیں دے۔ جس سے چاہے اسلام کی بات کرے جس طرح چاہے اپنے اسلام کا اظہار کرے کسی فرقے پر کوئی قدغن نہیں۔ یہی قادیان کی بستی ہے اس میں صبح کے وقت آپ تہجد کی نماز کی تلاوت کبھی لاؤڈ سپیکر پر سنتے تھے۔ یہاں بھجن بھی ساتھ گائے جا رہے تھے، یہاں گردواروں سے تقریریں بھی کی جا رہی تھیں۔ میوزک بھی ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ عیسائی بھی اپنے اپنے رنگ میں اپنے خدا کو یاد کر رہے تھے اور کبھی نہ کسی احمدی کو اس کی تکلیف ہوئی نہ کسی غیر احمدی کو نہ ہندو کو نہ سکھ کو، سارے اس بات پر خوش تھے کہ جس کو جس طرح بھی توفیق مل رہی ہے آخر وہ خدا کو یاد کر رہا ہے۔ ہمیں کیا حق ہے کہ اس پر اعتراض کریں۔ یہ وہ ماحول ہے جو ہندوستان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کے لئے بہت خوش آئند ہے اور اگر جماعت احمدیہ صحیح طریق پر یہاں کام شروع کرے تو خدا کے فضل سے بہت تیزی کے ساتھ تمام ہندوستان میں نفوذ ہو سکتا ہے۔

یہاں جو مسلمان لیڈر شپ ہے وہ بدقسمتی سے اتنی کمزور ہو چکی ہے کہ باوجود اس کے کہ مسلمان دس کروڑ یا شاید اس سے بھی زائد ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے بے سر کا جسم ہے جو بظاہر زندہ رہ رہا ہے لیکن اس میں یکجہتی نہیں ہے۔ جیسے ایک سر سے اعضاء میں یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔ جیسے دماغ انگلیوں کے پوروں تک اثر دکھاتا ہے اور سارا جسم ایک جان ہو کر رہتا ہے ویسی کیفیت ہندوستان کے مسلمانوں میں دکھائی نہیں دیتی پس اس پہلو سے جماعت احمدیہ کے لئے اور بھی ضروری ہے کہ مسلمانوں کی راہنمائی کرے اور ان کو وہ سر مہیا کرے جو آسمان سے ان کے لئے نازل ہوا ہے یعنی مہدی اور مسیح کا سر جس کے بغیر نہ ان کو زندگی کے سلیقے آئیں گے نہ ان کو دنیا میں پنپنے کے ڈھنگ آئیں گے۔ جس حال میں یہ بدنصیب لیڈر شپ کی غلط رہنمائی کے نتیجہ میں بار بار دکھ اٹھا رہے ہیں اور بے شمار تکلیفوں کے دور میں سے گزر رہے ہیں یہاں تک کہ ایسی دور TUNNEL ہے جس کے پرلی طرف کوئی روشنی دکھائی نہیں دیتی۔ اس ساری صورتحال کو درست کرنے کی صلاحیت احمدیت میں ہے اور احمدیت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس پہلو سے بھی ہمیں ہندوستان کی طرف غیر معمولی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جب ہم توجہ دے رہے ہیں اور دیں گے اور زیادہ دیتے چلے جائیں گے تو لازماً یہاں مخالفت کی بھی نئی لہریں اٹھیں گی۔ اب جب میں قادیان کے جلسہ کے لئے حاضر ہو رہا تھا تو معلوم ہوا کہ یہاں کے

بعض بڑے بڑے علماء

جنہوں نے اپنے آپ کو احمدیت کے خلاف وقف کر رکھا ہے وہ پاکستان پہنچے اور وہاں کے ان مولویوں سے جو مغلظات بکنے میں چوٹی کا مقام رکھتے ہیں۔ مشورے کئے، سر جوڑے، حکومت پر وہاں بھی ہر قسم کے دباؤ ڈالے گئے۔ اور یہاں بھی ڈالے گئے کہ کسی طرح اس جلسہ کی راہ میں روکاوٹیں کھڑی کر دو ورنہ احمدیت کو غیر معمولی ترقی نصیب ہوگی لیکن خدا تعالیٰ نے ان کے سب ارادوں کو ناکام کر دیا لیکن پاکستان میں اس کا رد عمل ابھی اور زیادہ چلے گا اور معلوم ہوتا ہے کہ کافی شدت کے ساتھ ظاہر ہوگا کیونکہ ان مولویوں کا دل بہت ہی چھوٹا ہے۔ اور نیکی کو پنپتے ہوئے وہ دیکھ ہی نہیں سکتے۔ یہ عجیب بیماری ہے کہ اسلام کے نمائندہ ہیں لیکن بدیوں کو پنپتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ان کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ گلی گلی میں DRUG ADDICTION ہو رہی ہے۔ عورتوں کی عزتیں ختم ہو گئیں۔ چھوٹے بچوں کا تحفظ جاتا رہا۔ اغواء کی وارداتیں ہو رہی ہیں ڈاکو دن دہاڑے جہاں چاہیں جس کو چاہیں لوٹیں۔ ایک ایسی بدامنی کی کیفیت ہے کہ اب اوقات یہ سوال بار بار سیاستدانوں کی طرف سے بھی اٹھایا جا رہا ہے کہ کیوں نہ دوبارہ فوج کو لائیں اور وہ یہ نہیں سوچتے کہ پہلے بھی تو فوج ہی کے چھوڑے ہوئے مسائل ہیں جن سے قوم اس وقت نبرد آزما ہونے کی کوشش کر رہی ہے اور جو ان کے لئے اس وقت زندگی اور موت کا سوال بن چکے ہیں۔ پس ان کو سمجھ نہیں آرہی کہ ہم کیا کریں اور ملاں کا یہ حال ہے کہ سارے پاکستان میں جتنی چاہے گلی گلی میں بدکاریاں پھیلیں چوریاں ہوں۔ جھوٹ پھیلیں اور سچائی عنقا ہو جائے۔ عدالتیں ظلم اور سفاکی سے بھر جائیں۔ رشوت ستانی کا دور دورہ ہو۔ ڈاکے پڑیں کسی عورت کو نہ چادر نصیب ہو نہ گھر کی چار دیواری کا تحفظ ملے۔ یہ سب کچھ ہو لیکن ان کے اسلام پر جوں تک نہ رینگے۔ کوئی تکلیف نہ ہو۔ عجیب و غریب اسلام ہے لیکن اگر احمدی کلمہ لا الہ الا اللہ بلند کریں اور کہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اللہ ایک ہے اور محمد اس کے رسول ہیں تو ان کے تن بدن کو آگ لگ جائے۔ اگر احمدی نمازیں پڑھیں تو تکلیف سے ان کی جان ہلکان ہونے لگے کہ یہ کیا ہو رہا ہے کہ احمدی نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ احمدی سچ بولیں تو ان کو تکلیف ہو۔ ہر وہ نیکی جو اسلام سکھاتا ہے اسے عملاً تو وہ احمدیوں کے سپرد کر بیٹھے ہیں۔ اور اب وہاں بھی مٹانے کے درپہ ہیں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ تم نے اپنے ماحول سے وہ نیکیاں مٹنے دیں تم جانو۔ خدا کے حضور تم جوابدہ ہو گے لیکن خدا کی قسم! تم ایڑی چوٹی کا زور لگاؤ۔ تم سارے مل کر جو کر رہا ہے کر گزرو مگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سنت کو تم احمدی دلوں سے مٹا نہیں سکتے۔ احمدی اعمال سے تم نوچ نہیں سکتے۔ یہ ہماری زندگی کا حصہ ہیں۔ یہ ہماری سرشت بن چکی ہیں۔ پس اسلام کی اعلیٰ قدروں کے اگر ہم آج محافظ ہیں تو یہ خدا کا فیضان ہے اس نے ہمیں عطا کیا ہے۔ اسی نے یہ جھنڈا ہمیں تھمایا ہے جو چاہو ظلم کرو۔ یہ جھنڈا ہم ہمیشہ سر بلند رکھیں گے۔

پس وہاں کے مسلمان علماء کی عجیب حالت ہے اور ہندوستان کے علماء کو یہ بات دکھائی نہیں دے رہی کہ ان کی زندگیوں میں یہ کیا تضاد ہے بدیوں سے گلیاں بھر جائیں اور ان کے اسلام کو کوئی تکلیف نہ ہو اور ربوہ میں چھوٹے چھوٹے بچے درود پڑھتے ہوئے لوگوں کو جگائیں تو ایسی آگ بھڑک اٹھے کہ بچوں کے خلاف تھانوں میں پرچے ہو جائیں۔ ان کو گھسیٹ کر قیدیوں میں ڈالا جائے اور ان کے خلاف مقدمے چلائے جائیں اور کہیں ایسا کیا کیا انہوں نے؟ ان معصوم بچوں نے کیا جرم کیا تھا؟ تو جرم یہ لکھوایا جاتا ہے کہ یہ ایسے بدبخت لوگ ہیں کہ صبح نماز کے وقت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہوئے، محمد رسول اللہؐ پر درود بھیجتے ہوئے ربوہ کی گلیوں میں پھر رہے تھے اور لوگوں کو نماز کے لئے جگا رہے تھے جب عقلیں ماری جائیں، جب دلوں پر قفل پڑ جائیں تو یہ سامنے دکھائی دینے والی باتیں، روز روشن کی طرح ظاہر باتیں بھی اندھوں کو دکھائی نہیں دیتیں۔ اسی کا نام قرآن کریم نے دل کا اندھا پن رکھا ہے۔ جب دل اندھے ہو جائیں تو پھر اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ آنکھیں جو دیکھتی ہیں دل ان کو قبول نہیں کرتے۔ وہ پیغام دلوں تک پہنچتا نہیں ہے۔ پس اس وقت پاکستان میں یہ حالت ہے اور اب جبکہ احمدیت کو اس جلسہ سالانہ کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی بڑی نئی کامیابیاں عطا ہونے کو ہیں۔ اور دشمن محسوس کر رہا ہے کہ یہ جلسہ یقیناً تاریخ ساز ہے تو اور زیادہ بھڑک اٹھیں گے اور زیادہ منصوبے بنائیں گے۔

پس تمام عالمگیر جماعتوں کو

پاکستان کے مظلوم احمدیوں کیلئے دعا کرنی چاہیئے

کہ جس طرح اب تک اللہ تعالیٰ نے ان کو ثبات قدم عطا فرمایا۔ وہ جیلوں میں گئے۔ معصوموں پر پھانسی کے پھندے ڈالنے کی کوششیں کی گئیں وہ لمبے عرصہ تک انتہائی دکھوں اور تکلیفوں میں اپنے خاندانوں سے الگ رہ کر محض للہ ایک زندانی کی کیفیت میں دن گزار رہے ہیں ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور باقیوں کو بھی کہ ان کو بھی خدا حوصلہ دے اور ہر امتحان سے کامیابی سے گزار دے اور سب سے بڑی دعا یہ کریں

کہ اللہ تعالیٰ اب ابتلاء کے یہ دن بدل کر انہیں پاکستان کے لئے بھی عظیم بڑائی کے دن بنا دے۔ ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ ہمیں جو بڑائی عطا فرما رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں پاکستان کے احمدیوں کی قربانی کا ایک بڑا بھاری دخل ہے۔ ان کی تکلیفیں ہیں جو دعائیں بن کر اٹھتی ہیں اور رحمت بن کر ساری دنیا میں احمدیوں پر برس رہی ہیں لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ہمیشہ تکلیفیں ہی اٹھاتے رہیں اور قربانیاں ہی دیتے چلے جائیں اور تمام دنیا کی احمدی جماعتیں ان کا فیض پاتی رہیں۔ یہ خدا کی تقدیر نہیں ہے یہ عارضی قصے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ دن بدلیں گے اور بہر حال بدلیں گے لیکن کب بدلیں گے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ جب تک نہ بدلیں ہمیں ان کے لئے استقامت کی دعا کرنی چاہیئے۔ اور دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ باقی دنیا کی جماعتوں کو بھی برکتوں کے اس دور میں حتی المقدور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ خدا تعالیٰ نے جو راہیں ہم پر آسان کر دی ہیں اگر ہم ان پر پوری رفتار سے دوڑنا نہ شروع کریں گے تو ہم ناشکرے بندے بنیں گے۔ اس لئے ہندوستان کی جماعتیں ہوں یا انگلستان کی یا یورپ اور امریکہ کی دوسری جماعتیں اور افریقہ کے وہ ممالک جن میں احمدیت خدا کے فضل سے بڑی تیزی سے ترقی کر رہی ہے آپ سب کے لئے میرے دو پیغام ہیں۔ سب سے پہلے پاکستان کے احمدیوں کو اپنی دعاؤں میں خصوصیت سے یاد رکھیں کیونکہ آپ کی کامیابیوں کے پیچھے ان مظلوم احمدیوں سے آہ سے جائیں گے اور اس کے لئے منصوبے بنائے جا رہے ہیں لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کی طرف جو عادت منسوب فرمائی ہے وہ بہر حال یہی ثابت ہوگی کہ مَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ (سورہ آل عمران آیت ۵۵) اور اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا (سورہ طارق آیات ۱۶ تا ۱۸) یہ دو مختلف آیات ہیں جن میں ایک ہی مضمون کو مختلف رنگ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ پہلی آیت میں فرمایا کہ یہ لوگ ہر وقت سچائی کے خلاف مکر میں مصروف ہیں اور میرے بندوں کو مکر آتا نہیں تو کیسے ان کے مکر کا جواب دیا جائے۔ فرمایا: مَكَرَ اللّٰهُ یہ نہیں فرمایا: مَكَرُوا مُمْسِكُوْنَ۔ اللہ مکر کرتا ہے لیکن مکر میں بدی کا ایک پہلو بھی پایا جاتا ہے۔ فرمایا وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ۔ اللہ کے مکر میں شر کا پہلو نہیں بلکہ سارے بھلائی کے پہلو ہیں اور خیر الماکرین کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ کا مکر غالب آنے والا مکر ہے۔ اس میں کوئی دوسرا مکر غالب نہیں آسکتا تو اللہ تعالیٰ اپنی تدبیروں میں مصروف ہے اور وہ کبھی بھی ہمارے حال سے غافل نہیں رہا۔ ہماری دعاؤں کے نتیجہ میں اس کا فضل اور بھی زیادہ قریب آجاتا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا کہ یہ دشمن اسلام اور حق کے دشمن بڑی بڑی کیدیں کر رہے ہیں۔ مکر و فریب کے بڑے منصوبے باندھتے ہیں۔ کیا سمجھتے ہیں کہ میں خاموش بیٹھا رہوں گا۔ وَاَكِيْدُ كَيْدًا۔ میں بھی جوابا بڑی بڑی تدبیریں کروں گا۔ اور بڑی بڑی تدبیریں کرتا ہوں۔ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا۔ اے مومنوں کی جماعت ان لوگوں کو اپنی جہالت کی حالت میں کچھ دیر اور رہنے دو بالآخر خدا کی تدبیر ہی غالب آنے والی ہے خدا کرے کہ ہم جلد اس غالب تدبیر کا منہ دیکھیں جیسے کہ دنیا میں دیکھا ہے پاکستان میں بھی یہ منہ دیکھیں اور پاکستان کے باشندوں کی تقدیر بدل جائے جب تک یہ

ملّاں پاکستان کی جڑوں میں بیٹھا ہوا ہے

اس درخت کو کبھی پھل نہیں لگ سکتے۔ ایک بیکار درخت بن چکا ہے جس پر کڑوی چیزیں تو لگ سکتی ہیں مگر ثمرات حسنہ اس کو عطا نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کی جڑیں گندی ہو گئی ہیں۔ جب تک اہل پاکستان اپنی جڑوں سے ملائیت کے جراثیم نہ نکالیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکارم الاخلاق کو وہاں قائم نہ کریں اس وقت تک اس ملک کا بھی کچھ نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سنے اور دنیا میں عالمگیر توحید کا خیال برپا کر سکے کہ ہم عاجزوں اور غریب بندوں کو توفیق عطا فرمائے

• — خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور نے فرمایا:۔

میں نے اہل کشمیر کا بھی خصوصیت سے ذکر کرنا تھا لیکن اس وقت خیالات دوسری طرف منتقل ہو نے چلے گئے تو ان کا ذکر رہ گیا۔ جہاں تک اخلاص اور جوش کا تعلق ہے کشمیر سے آنے والے ہزار ہا احمدیوں نے جس اخلاص اور جوش کا مظاہرہ کیا ہے وہ بھی ایک قابل دید منظر تھا۔ ایسا جو ہمیشہ کے لئے یادوں میں پیوستہ ہو جاتا ہے اور وہاں اگرچہ غربت ہے لیکن بعض دوسرے علاقوں کی نسبت کم ہے لیکن جس طرح علاقے کا امن اجڑ چکا ہے وہاں سے ان حالات میں ان کا نکلنا اور یہاں آنا ایک بہت بڑی قربانی کا تقاضا کرتا تھا جو انہوں نے پیش کی۔ شروع میں مجھے یہ بتایا گیا کہ شاید ہزار کی تعداد میں کشمیری آ جائیں گے اور ان پر کسی کا خیال یہ تھا کہ ہزار تو بہت زیادہ ہیں۔ شاید خوش فہمی کا اندازہ ہے مگر وہ جو کشمیر کے جذبے کو اور اخلاص کو جانتے تھے وہ مجھے یقین دلا رہے تھے کہ پندرہ سو دو ہزار اس سے بھی زیادہ کی توقع رکھیں۔ چنانچہ آخر پر مجھے یہ بتایا گیا کہ اللہ کے فضل سے کشمیر سے آنے والے احمدیوں کی تعداد تقریباً ۳ ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ خواتین بھی بڑی کثرت سے آئیں، مرد بھی، بچے بھی اور بہت ہی محبت اور پیار سے اور بڑی مستعدی سے انہوں نے اپنے اپنے فرائض ادا کئے اور اب بھی ان کی کچھ تعداد ابھی پیچھے ٹھہری ہوئی ہے۔ کشمیر کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کشمیر کی جماعت کے لئے خصوصی دعا کی تحریک کرتا ہوں۔ اللہ اس خطے کو بھی سچائی اور انصاف کا امن نصیب کرے۔

نوٹ:۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بذمہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ (ادارہ)

مناجات و دعائیں

مانگتا ہوں فضل تجھ سے اے میرے قادر خدا
مشکلیں سب دور کر دے ٹال دے ہر اک بلا
تیرے بن ہے کون میرا اے خدائے باوفا
میرے زخموں پر تو مرہم خود لگا پیارے خدا
قادر و غفور ہے تو بخش دے میرے گناہ
رحم کر دے رحم کر دے یہ میری ہے التجا
یا حفیظ و یا عزیز و یا حیی و یا قیوم
اپنی رحمت کا نشاں پیارے خدا ہم کو دکھا
تیری رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونگا اے خدا
تیری رحمت کے سمندر کی نہیں ہے انتہا
چھوڑ کر تجھ کو کہاں جاؤں اے رب العلا مسکین
گرتا ہوں تیرے ہی در پہ اے میرے مشکل کشا
درد دل کی سب دعائیں سن میرے دلربا
تو نہیں سنتا تو پھر ہے کون جو سن سکے دعا

خواجہ عبدالمومن اوسلو (... ناروے)

آج سے تینتیس سال قبل پیارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے بزرگ اور شفیق جسمانی و روحانی باپ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام روحانیت کی چاشنی سے لبریز جو خط انگلینڈ سے اپنے زمانہ طالب علمی کے دوران ارسال فرمایا ذیل میں من و عن درج کیا جا رہا ہے۔

اس خط سے پیارے آقا کی خدمت اسلام کی تڑپ اور سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچے عشق اور محبت کی خوشبو پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے! (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

21 WELL WALK
N.W. 3
Hampstead
13-4-56

میرے پیارے ابا جان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پرسوں باجی کے نام لکو کے خط سے یہ معلوم کر کے کہ آپ کی طبیعت کچھ زیادہ ناساز رہی ہے۔ بہت گھبراہٹ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ امید ہے اب آپ خدا کے فضل سے بہتر ہوں گے۔

کل سے رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہے۔ پچھلے سال معدہ میں تیزاب کی زیادتی کی وجہ سے مجھ سے کئی روزے چھوٹ گئے تھے۔ خدا کرے اس دفعہ پورے روزے رکھنے کی توفیق مل جائے۔ صبح سوڈا کافی کھا لیتا ہوں جس کی وجہ سے یہ دو روزے تو بہت اچھے گذر گئے ہیں۔ یہی حال رہا تو انشاء اللہ اس دفعہ پورے روزے رکھ سکوں گا۔ ہم سب آپ کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا کر رہے ہیں۔ آپ بھی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ صحیح معنوں میں دین کی خدمت کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

میری بہت خواہش تھی کہ خدا تعالیٰ توفیق دے تو ایک سیکنڈ ہینڈ کار خرید لوں اور باجی کے جانے سے پہلے اُسے کچھ سیر کرادوں۔ مگر ساتھ ہی میں نے یہ بھی عہد کیا تھا کہ انشاء اللہ اگر کار لی تو آپ پر مزید بوجھ ڈالے بغیر لونگا۔ خدا تعالیٰ نے آخر مجھے اس کی توفیق دے دی اور مجھے ۴۰ پونڈ میں ایک بہت اچھی کار مل گئی ہے۔ ہالینڈ کا ایک پائلٹ آفیسر واپس جا رہا تھا اور اپنی پرانی کار بیچنا چاہتا تھا۔ ظفر کی معرفت اس سے چالیس پونڈ کا سودا ہو گیا۔ پانچ پونڈ اوپر خرچ ہوئے اور اب کار میرے پاس ہے۔ جو الحمد للہ کہ بہت اچھی چلتی ہے۔ رحمان صاحب وغیرہ نے چلا کر دیکھی ہے اور کہتے ہیں کہ پوری طرح قابل اعتبار ہے اور بازار میں سوا سو پاؤنڈ سے کم کسی طرح نہیں مل سکتی۔ اس مقصد کے لئے میں نے پچیس پاؤنڈ جمع کئے ہوئے تھے۔ بیس پاؤنڈ آئندہ چار قسطوں میں ادا کر دینے ہیں۔

آپ نے جاتی دفعہ مجھے ہدایت بھی کی تھی کہ میں کار چلانی سیکھوں۔ چلا تو پہلے بھی سکتا تھا مگر احتیاطاً میں نے باقاعدہ B.S.M موٹروں کے سکول میں داخل ہو کر سیکھی ہے اور آنے والی پیر کو میرا امتحان ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں انشاء اللہ پاس ہو جاؤں گا اور لائسنس مل جائے گا۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ اسے میرے لئے بابرکت فرمائے۔ آمین

ایسٹر کی چھٹیاں چند دن تک ختم ہونے والی ہیں۔ چھٹیوں میں محمود اور میں گذشتہ پڑھائی دہرا رہے ہیں۔ اور پروفیسر وں نے آئندہ کے لئے جو کتابیں تجویز کی تھیں پڑھ رہے ہیں۔ امید ہے کہ اس سال کا نتیجہ انشاء اللہ تسلی بخش نکلے گا۔ ہماری کوشش یہی رہتی ہے کہ کالج میں زیادہ تر انگریزوں کے ساتھ تعلق رکھیں تاکہ بولنے کی زیادہ سے زیادہ مشق ہوتی رہے۔ اسی طرح لکھنے کی مشق بھی باقاعدہ کرتے ہیں۔

آپ نے تاریخ کے متعلق پوچھا تھا کہ پروفیسر نے کیا کیا اعتراضات کئے تھے اس کلاس میں جو اعتراض کئے تھے وہ میں لکھ دیتا ہوں مگر اس کے بعد سے اب وہ ہماری موجودگی میں بہت احتیاط کرتا ہے۔ ہماری اس کے ساتھ ہفتہ میں صرف ایک کلاس ہوتی ہے اب اگر وہ اعتراضات کرتا بھی ہوگا۔ تو دوسری کلاسوں میں کرتا ہوگا۔

پہلے تو اس نے یہ کہا کہ آنحضرت صلعم کے دعوے کی ابتداء مکہ کی لیڈری کے شوق میں ہوئی اور مخاطب بھی محض مکہ والے تھے۔ مکہ والے بھی شائد آپ کو لیڈر مان لیتے مگر ان کا انکار محض اس نیت تھا کہ اس سے ان کی تجارت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا اگر وہ بتوں کو چھوڑ دیتے تو بت پرست عرب اُن سے ناراض ہو جاتے اور مکہ کو تجارت میں وہ مرکزی حیثیت حاصل نہ رہتی۔ جب مکہ میں آپ پوری طرح ناکام رہے تو اپنے نزدیک ترین بارسوخ قصبہ یعنی طائف کا رخ کیا مگر وہ لوگ مکہ والوں سے بھی زیادہ ہوشیار نکلے اور فوراً انہوں نے سختی سے وہاں سے نکال دیا۔ اِن دونا کامیوں سے آپ نے دو سبق حاصل کئے۔ اوّل یہ کہ اپنے مشن کو ذرا اور وسیع کرنا چاہیئے اور دوسرے یہ کہ کسی جگہ بھی تبلیغ کرنے کیلئے وہاں اس وقت تک نہیں جانا چاہیئے جب تک اندر اندر پہلے زمین نہ تیار کر لی جائے۔ ادھر تو یہ صورت حال تھی ادھر مدینہ کی یہ حالت تھی مسلسل پھوٹ اور باہمی لڑائیوں کی وجہ سے وہ بہت کمزور ہو چکا تھا اور انہیں متحد ہونے کے لئے کسی بیرونی لیڈر کی ضرورت تھی۔ انہیں آنحضرت صلعم کی ذات میں ایک ایسا شخص نظر آیا جسے نہ صرف یہ کہ لیڈری کا شوق تھا بلکہ دیانتدار ہونے کی وجہ سے وہ اس کا اہل بھی تھا۔ نیز مکہ والوں سے ناراض ہونے کی وجہ سے وہ اہل مدینہ کی اہل مکہ کے خلاف صحیح معنوں میں راہنمائی بھی کر سکتا تھا اس کے علاوہ اہل مکہ میں سے ایک بڑے آدمی کو اپنا لیڈر چننے میں انہیں یہ فائدہ بھی نظر آیا کہ خفیہ طور پر مکہ والوں کی ایک پارٹی ان کی ہمدرد بھی ہو جاتی تھی۔ ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے انہوں نے خفیہ طور پر ایک وفد آپ سے گفت و شنید کے لئے بھیجا جو مذہب کی اوٹ میں دراصل ایک سیاسی غرض کو پورا کرنے کے لئے آیا تھا۔ اس کا نام "بیعت عقبہ" تھا جو دراصل محض ایک سیاسی معاہدہ تھا جو آنحضرت صلعم اور اہل مدینہ کے درمیان ہوا۔ مگر آپ نے جلد بازی نہ کی بلکہ طائف کے تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ فیصلہ کر لیا کہ اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈالوں گا جب تک پہلے اپنے نمائندے بھجوا کر تسلی نہ کر لوں۔

غرضیکہ اسی قسم کی بہت سی خرافات تھیں بلکہ ایک موقعہ پر جب کہ محمود نے اور میں نے زور دیا کہ قرآن کریم میں ہجرت سے بہت پہلے اسلام کا عالمگیر ہونے کا دعویٰ موجود ہے اور تمام بنی نوع انسان کو اس مذہب کی طرف آنے کی دعوت دی گئی ہے تو اس نے یہاں تک کہہ دیا کہ قرآن شریف کا ہمیں پوری طرح اعتبار نہیں کیونکہ یہ آنحضرت صلعم کے وصال کے بعد چند ہڈیوں، پتوں اور محض یادداشت پر انحصار کرتے ہوئے جمع کیا گیا ہے۔

ہم نے حتی المقدور اس کے کافی جواب دیئے اور تمہید قرآن میں سے تائیدی حوالہ جات بھی پیش کئے مگر چونکہ یہ اُس کے لئے بالکل خلاف توقع اور اچانک تھا اس نے ڈھیٹ ہو کر اپنی بات پر اڑا رہا۔ کچھ طلباء کو رحمان ہماری طرف دیکھا تو اور بھی کھسیانا ہو گیا۔ میں نے بعض طلباء میں جیسے کہ * میں سمجھتا ہوں کہ بہتر ہو اگر ان باتوں کو محفوظ رکھتے ہوئے آنحضرت صلعم کے دعوے نبوت سے لے کر ہجرت تک کی تاریخ کو خلاصۃً ایک مضمون کی صورت میں شائع کروا کر طلباء میں تقسیم کی جائے۔ اگر اس مضمون میں قرآن کریم کی جمع و ترتیب کا حصہ بھی شامل ہو جائے تو بہت مفید ہو۔ ہم یہاں سے اُسے شائع کروا کر نہ صرف لندن بلکہ آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیز کے تاریخ کے طلباء میں بھی تقسیم کریں گے۔ انشاء اللہ

آخر پر دعا کی درخواست کے بعد اجازت چاہتا ہوں۔ اس مہینہ کی رقم جمع کروا کر رسید منسلک ہذا کر رہا ہوں۔

والسلام۔ خاکسار۔ مرزا طاہر احمد

* میں نے پہلے بھی لکھا تھا تمہید قرآن تقسیم کی ہے۔

گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

ایک مخالفِ احمدیت جو عاشقِ احمدیت بن گیا

جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء کا ایمان افروز معجزہ

حضرت میر ناصر نواب صاحب خسر محترم حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت پر مخالف احمدیت کی شکل میں شریک ہوئے تھے۔ جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء کے تفصیلی حالات کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ (ادارہ)

کیفیت جلسہ سالانہ قادیان ضلع گورداسپور تاریخ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء

بہ برکات جناب مجدد وقت مسیح الزمان مرزا غلام احمد صاحب سلمہ الرحمٰن اور آپر بندہ کی رائے جو ملاقات مرزا صاحب موصوف اور معاینہ جلسہ اور اہل جلسہ کے بعد قائم ہوئی

مرزا صاحب نے مجھے بھی باوجودیکہ اُن کو اچھی طرح معلوم تھا کہ میں ان کا مخالف ہوں نہ صرف مخالف بلکہ بدگو بھی اور یہ اکثر بہ کرر مجھ سے وقوع میں آچکا ہے جلسہ پر بلایا اور چند خطوط جنمیں ایک رجسٹری بھی تھا بھیجے۔ اگرچہ بیشتر بسبب جہالت اور مخالفت کے میرا ارادہ جانے کا نہ تھا۔ لیکن مرزا صاحب کے بار بار لکھنے سے میرے دل میں ایک تحریک پیدا ہوئی۔ اگر مرزا صاحب اس قدر شفقت سے نہ لکھتے تو میں ہرگز نہ جاتا اور محروم رہتا۔ مگر یہ انہیں کا حوصلہ تھا۔ آج کل کے مولوی تو اپنے سگے باپ سے بھی اس شفقت اور عزت سے پیش نہیں آتے۔ میں ۲۷ تاریخ کو دوپہر سے پہلے قادیان میں پہنچا۔ اس وقت مولوی حکیم نور الدین صاحب مرزا صاحب کی تائید میں بیان کر رہے تھے اور قریب ختم کے تھا۔ افسوس کہ میں نے پورا نہ سنا۔ لوگوں سے سنا کہ بہت عمدہ بیان تھا۔ پھر حامد شاہ صاحب نے اپنے اشعار مرزا صاحب کی صداقت اور تعریف میں پڑھے۔ لیکن چونکہ مجھے ہنوز رغبت نہیں تھی اور میرا دل غبار آلودہ تھا کچھ شوق اور محبت سے نہیں سنا۔ لیکن اشعار عمدہ تھے اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عنایت فرما دے۔

جب میں مرزا صاحب سے ملا اور وہ اخلاق سے پیش آئے تو میرا دل نرم ہوا گویا مرزا صاحب کی نظر سرمہ کی سلائی تھی جس سے غبار کدورت میرے دل کی آنکھوں سے دور ہو گیا اور غیظ و غضب کے نزلہ کا پانی خشک ہونے لگا اور کچھ کچھ دھندلا سا مجھے حق نظر آنا شروع ہوا اور رفتہ رفتہ باطنی بینائی درست ہوئی۔ مرزا صاحب کے سوا اور کئی بھائی اس جلسہ میں ایسے تھے کہ جن کو میں حقارت اور عداوت سے دیکھتا تھا اب اُن کو محبت اور الفت سے دیکھنے لگا اور یہ حال ہوا کہ کل اہل جلسہ میں جو مرزا صاحب کے زیادہ محب تھے وہ مجھے بھی زیادہ عزیز معلوم ہونے لگے۔ بعد عصر مرزا صاحب نے کچھ بیان فرمایا جس کے سننے سے میرے تمام شبہات رفع ہو گئے اور آنکھیں کھل گئیں۔ دوسری روز صبح کے وقت ایک امرتسری وکیل صاحب نے اپنا عجیب قصہ سنایا جس سے مرزا صاحب کی اعلیٰ درجہ کی کرامت ثابت ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وکیل صاحب پہلے سنت جماعت مسلمان تھے جب جوان ہوئے رسمی علم پڑھا تو دل میں بسبب مذہبی علم سے ناواقفیت اور علماء وقت و پیران زمانہ کے باعمل نہ ہونے کے شبہات پیدا ہوئے اور تسلی بخش جواب کہیں سے نہ ملنے کے باعث چند بار مذہب تبدیل کیا سُنی سے شیعہ بنے۔ وہاں بجز تبرا بازی اور تعزیہ سازی کچھ نظر نہ آیا۔ آریہ ہوئے چند روز وہاں کا بھی مزا چکھا۔ مگر لطف نہ آیا۔ برہمو میں شامل ہوئے۔ ان کا طریق اختیار کیا۔ لیکن وہاں بھی مزا نہ پایا نیچری بنے۔ لیکن اندرونی صفائی یا خدا کی محبت کچھ نورانیت کہیں بھی نظر نہ آئی۔ آخر مرزا صاحب سے ملے اور بہت بلبلا کر پیش آئے مگر مرزا صاحب نے لطف سے مہربانی سے کلام کیا۔ اور ایسا اچھا نمونہ دکھایا کہ آخر کار اسلام پر پورے پورے جم گئے اور نمازی بھی ہو گئے۔ اللہ و رسول کے تابعدار بن گئے اب مرزا صاحب کے بڑے معتقد ہیں۔

رات کو مرزا صاحب نے نواب[1] صاحب کے مقام پر بہت عمدہ تقریر کی اور چند اپنے خواب اور الہام بیان فرمائے چند لوگوں نے صداقت الہام کی گواہیاں دیں جن کے روبرو وہ الہام پورے ہوئے۔ ایک صاحب نے صبح کو بعد نماز صبح عبد اللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خواب سنایا۔ جبکہ عبد اللہ صاحب خیردی گڑھ میں تشریف رکھتے تھے۔ عبد اللہ صاحب نے فرمایا۔ ہم نے محمد حسین بٹالوی کو ایک لمبا کرتا پہنے دیکھا اور وہ کرتہ پارہ پارہ ہو گیا۔ یہ بھی عبد اللہ صاحب نے فرمایا تھا کہ کُرتے سے مراد علم ہے آگے پارہ پارہ ہونے سے عقلمند خود سمجھ سکتا ہے کہ گویا علم کی پردہ دری مراد ہے جو آج کل ہو رہی ہے اور معلوم نہیں کہ کہاں تک ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے ولی کو ستاتا ہے گویا اللہ تعالیٰ سے لڑتا ہے آخر یہ بگڑے گا۔ اب مجھے بخوبی ثابت ہوا کہ وہ لوگ بڑے بے انصاف ہیں جو بغیر ملاقات اور گفتگو کے مرزا صاحب کو دُور سے بیٹھے دجال کذاب بنا رہے ہیں اور اُن کے کلام کے غلط معنی گھڑ رہے ہیں یا کسی دوسرے کی تعلیم کو بغیر تفتیش مان لیتے ہیں اور مرزا صاحب سے اسکی بابت تحقیق نہیں کرتے۔ مرزا صاحب جو آسمانی شہد اگل رہے ہیں اُس کو وہ شیطانی زہر بتاتے ہیں اور بسبب سخت جلبی اور حجاب عداوت کے دور ہی سے گلاب کو پیشاب کہتے ہیں اور خود علم اپنے نفس کے تابع ہو کر اس کے کھانے پینے سے باز رہتی ہیں۔ اور اپنا سراسر نقصان کرتے ہیں سب سے بڑھ کر اس عاجز کے قریبی دوست یا پورانے معتقد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لوگوں کو مرزا صاحب سے ہٹانے اور نفرت دلانے میں معروف ہیں جن کو پہلے یہاں مرزا صاحب سے بندہ نے بدظن کیا تھا جس کے عوض میں اس دفعہ انہوں نے مجھے بہکایا اور صراط مستقیم سے جدا کر دیا۔ چلو برابر ہو گئے مگر مولوی صاحب ہنوز در پے ہیں۔ اب جو جلسہ پر مرزا صاحب نے مجھے طلب کیا تو مولوی صاحب کو بھی ایک مخبر نے خبر کر دی انہوں نے اپنے وکیل کی معرفت مجھے ایک خط لکھا جس میں ناصح مشفق نے مرزا صاحب کو اس قدر بُرا بھلا لکھا اور ایسے ناشائستہ الفاظ قلم سے نکالے کہ جن کا اعادہ کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ مولوی صاحب نے یہ بھی لحاظ نہ کیا کہ علاوہ بزرگ ہونے کے مرزا صاحب میرے کس قدر قریبی رشتہ دار ہیں۔ پھر دعویٰ محبت ہے۔ افسوس

اس جلسہ پر تین سو سے زیادہ شریف اور نیک لوگ جمع تھے جن کے چہروں سے مسلمانی نور ٹپک رہا تھا۔ امیر، غریب نواب۔ انجینئر۔ تھانہ دار۔ تحصیلدار۔ زمیندار سوداگر۔ حکیم۔ غرض ہر قسم کے لوگ تھے ہاں چند مولوی بھی تھے مگر مسکین مولوی۔ مولوی کے ساتھ مسکین اور منکسر کا لفظ یہ مرزا صاحب کی کرامت ہے کہ مرزا صاحب سے مل کر مولوی بھی مسکین بنتا ہے ہیں ورنہ آج کل مسکین مولوی اور بدعات سے بچنے والا صوفی کبریت احمر اور کیمیائے سعادت کا حکم رکھتا ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب اپنے دل میں غور فرما کر دیکھیں کہ وہ کہاں تک مسکینی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہرگز نہیں ان میں اگر مسکینی ہوتی تو اس قدر فساد ہی کیوں ہوتا۔ یہ نوبت بھی کیوں گذرتی اس قدر ان کے متبعین کو اُن سے عداوت اور نفرت کیوں ہوتی اہل حدیث اکثر اُن سے بیزار کیوں ہو جاتے ... اگر مولوی صاحب اس بیان کو غلط خیال فرما دیں تو میں انہیں یہ حوالہ کرتا ہوں۔ انشاء اللہ اپنے احباب کی ایک فہرست تو نکال کر چھپوا دیں کہ جو ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسا کہ مرزا صاحب کے مرید مرزا صاحب سے محبت رکھتے ہیں۔ مجھے قیافہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت عنقریب ہے کہ جناب مرزا صاحب کی خاک پا کو اہل بصیرت آنکھوں میں جگہ دیں اور اکسیر سے

[1] نواب صاحب مالیر کوٹلہ جو اس وقت مع چند اپنے ہمراہیان کے شریک جلسہ تھے۔

بہتر نہیں۔ اور ہر گز خیال کریں ہم مرزا صاحب کے سینکڑوں ایسے صادق دوست ہیں جو مرزا صاحب پر دل و جان سے قربان ہیں۔ اختلاف کا تو کیا ذکر ہے۔ رو برو اُف تک نہیں کرتے۔ بہ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔ مولوی محمد حسین صاحب زیادہ نہیں چار پانچ آدمی تو ایسے اپنے شاگرد یا دوست بتا دیں جو پوری پوری (خدا کے واسطے) مولوی صاحب سے نسبت رکھتے ہوں اور دل و جان سے فدا ہوں۔ اور اپنے مال کو مولوی صاحب پر قربان کر دیں اور اپنی عزت کو مولوی صاحب کی عزت پر نثار کرنے کے لئے مستعد ہوں۔ اگر مولوی صاحب یہ فرما دیں کہ سچوں اور نیکوں سے لوگوں کو محبت نہیں ہوتی بلکہ جھوٹے اور مکاروں سے لوگوں کو الفت ہوتی ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ اصحاب و اہل بیعت کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی یا نہیں۔ وہ حضرت کے پورے پورے تابع تھے یا اُن کو اختلاف تھا بہت نزدیک کی ایک بات یاد دلاتا ہوں کہ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی جو میرے اور نیز محمد حسین صاحب کے پیر و مرشد تھے اُن کے مرید اُن سے کس قدر محبت رکھتے تھے اور کس قدر اُن کے تابع فرمان تھے۔ سُنا ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے اپنے ایک خاص مرید کو کہا کہ تم تجدوا تو ملک عرب میں جا کر رسائل توحید مصنفہ محمد بن عبدالوہاب نقل کر لاؤ۔ وہ مرید فوراً رخصت ہوا۔ ایک دم کا بھی توقف نہ کیا حالانکہ خرچ راہ سواری بھی اُس کے پاس نہ تھا۔ مولوی محمد حسین صاحب اگر اپنے کسی دوست کو بازار سے پیسہ دیکر دہی لانے کو فرما دیں تو شاید منظور نہ کرے اور اگر منظور کرے تو ناراض ہو کر۔ اور شاید غیبت میں لوگوں سے گلہ بھی کرے۔ ربع ہمیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔

یہ نمونہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ہر صدی میں ہزاروں اولیاء (جن پر اُن کے زمانہ میں کفر کے فتوے بھی ہوتے رہے ہیں) گذرے ہیں۔ اور کم و بیش اُن کے مرید اُن کے فرمانبردار اور جان نثار ہوتے ہیں۔ یہ تسخیر ہے نیکوں کی خدا کے ہاتھ دی محبت کا۔ مرزا صاحب کو چونکہ سچی محبت اپنے مولا سے ہے اس لئے آسمان سے قبولیت اُتری ہے اور رفتہ رفتہ باوجود مولویوں کی سخت مخالفت کے سعید لوگوں کے دلوں میں مرزا صاحب کی الفت ترقی کرتی جا رہی ہے۔ (اگرچہ ابو سعید صاحب خفا ہی کیوں نہ ہوں)۔

اب اس کے مقابل میں مولوی صاحب جو آج ماشاء اللہ آفتاب پنجاب بنے ہوئے ہیں اپنے حال میں غور فرما دیں کہ کس قدر سچے محب اُن کے ہیں اور اُن کے نیچے دوستوں کا اندرونی کیا حال ہے۔ شروع شروع میں کہتے ہیں مولوی صاحب کبھی اچھے شخص تھے مگر اب تو انہیں حُبِّ جاہ اور علم و فضل کے فخر نے عرش عزت سے خاک ذلت پر گرا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب مولوی صاحب غور فرما دیں کہ یہ کیا نتیجہ نکلا کہ مولوی اور خصوصاً مولوی محمد حسین صاحب سر آمد علماء پنجاب در بزعم خود سے لوگوں کو اس قدر نفرت ہے کہ جس کے باعث مولوی صاحب کو لاہور چھوڑنا پڑا۔ موحدین کی مسجد میں اگر اتفاقاً لاہور میں تشریف لے جاویں۔ تو مارے ضد اور شرم کے داخل نہیں ہو سکتے۔ اور مرزا صاحب کے پاس (جو بزعم مولوی صاحب کافر بلکہ اکفر اور دجال ہیں) گھر بیٹھے لاہور۔ امرتسر۔ پشاور۔ کشمیر۔ جموں۔ سیالکوٹ۔ کپورتھلہ۔ لدھیانہ۔ بمبئی۔ ممالک شمال و مغرب۔ اودھ۔ مکہ معظمہ وغیرہ بلاد سے لوگ گھر سے بوریا بدھنا باندھ چلے آتے ہیں۔ پھر آنے والے بدعتی نہیں۔ مشرک نہیں۔ جاہل نہیں کنگال نہیں بلکہ موحد۔ اہلحدیث۔ مولوی مفتی، پیرزادے۔ شریف۔ امیر نواب۔ وکیل۔ اب ذرا سوچنے کا مقام ہے کہ باوجود مولوی محمد حسین صاحب کے گرانے کے اور اکثر مولویوں سے کفر کے فتوے پر مہریں لگا لینے کے۔ اللہ جلشانہ نے مرزا صاحب کو کس قدر چڑھایا اور کس قدر خلق اللہ کے دلوں کو متوجہ کر دیا کہ اپنا آرام چھوڑ کر وطن سے جدا ہو کر۔ رنج و تعب کر کے قادیان میں آکر زمین پر سوتے بلکہ ریل میں ایک دو رات جاگتے بھی منظور ہوں گے اور کئی پیادہ چل کر حاضر ہوئے ہیں۔ میں نے ایک شخص کے بھی منہ سے کسی قسم کی شکایت نہیں سنی۔ مرزا صاحب کے گرد ایسے جمع ہوتے تھے جیسے شمع کے گرد پروانے۔ جب مرزا صاحب کچھ فرماتے تھے تو ہمہ تن گوش ہو جاتے تھے۔ قریباً چالیس پچاس شخص اس جلسہ پر مرید ہوئے مرزا امام بیگ کے انتقال کی پیشگوئی کے پورے ہونے کا ذکر بھی مرزا صاحب نے زبانی خلقت کے روبرو سنایا جس کو بار سے بھی نور افشاں نے۔ مرزا صاحب کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا تھا۔ نور افشاں خیال کرتے کہ پیشگوئیاں اس طرح پوری ہوتی ہیں۔ یہ بات بجز اہل اسلام کے کسی دین والے کو آج کل حاصل نہیں اور مسلمان خصوصاً مخالفین سوچیں کہ یہ خوب بات ہے کہ کافر اکفر۔ دجال۔ مکار کی پیشگوئیاں باوجودیکہ اللہ تعالیٰ پر افتراء اُن کی طرف باندھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوری کر دے اور رسول اللہ صلعم کے (بزعم خود) نائبین کی باتوں میں خاک بھی اثر نہ دے اور اُن کو ایسا ذلیل کرے کہ لاہور چھوڑ کر بٹالہ میں آنا پڑے۔ افسوس صد افسوس آج کل کے اُن مولویوں کی نابینائی پر جو العلم حجاب الاکبر کے نیچے دبے پڑے ہیں اور بایں وجہ ایک ایسے برگزیدہ بندہ کا نام دجال و کافر رکھتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ کو ایسی محبت ہے کہ دین کی خدمت پر مقرر کر رکھا ہے اور وہ بندہ خدا آریہ۔ برہمو۔ عیسائیوں نیچریوں سے لڑ رہا ہے۔ کوئی کافر تاب مقابلہ نہیں لا سکتا۔ نہ کوئی مولوی باوجود کافر ملعون۔ دجال بنانے کے خلقت کے دلوں کو اُن کی طرف سے ہٹا سکتا ہے۔ معاذ اللہ۔ عصائے موسیٰ و ید بیضا کو بزعم مولویان لیس پا اژدہا ہوا کہ رہا ہے۔ نائبین رسول مقبول میں کوئی برکت۔ کچھ نورانیت نہیں رہی۔ اتنا بھی سلیقہ نہیں کہ اپنے چند شاگردوں کو بھی قابو میں رکھ سکیں اور خلق خدا کا نمونہ دکھا کر اپنا سلیقہ بنا لیں کسی ملک میں ہدایت پھیلانا اور مخالفین اسلام کو زیر کرنا تو در کنار ایک شہر بلکہ ایک محلہ کو بھی درست نہیں کر سکتے۔ برخلاف اس کے مرزا صاحب نے شرقاً غرباً مخالفین اسلام کو دعوت اسلام کی اور ایسا نیچا کر دکھایا کہ کوئی مقابل آتے نہ ہو گا شہرہ رہا۔ اکثر نیچریوں کو جو مولوی صاحبان سے ہرگز اصلاح پذیر نہیں ہو سکے توبہ کرائی اور پنجاب سے نیچریت کا اثر بہت کم کر دیا۔ ایک گروہ نیچری ہیں جو مسلمان صورت بھی نہیں تھے مرزا صاحب کے ملنے سے مومن سیرت ہو گئے۔ اہلکاروں۔ تھانہ داروں نے رشوتیں لینی چھوڑ دیں۔ نشہ بازوں نے نشے ترک کر دیئے۔ کئی لوگوں نے حقہ تک ترک کر دیا۔ مرزا صاحب کے شیعہ[1] مریدوں نے تبرا ترک کر دیا صحابہؓ سے محبت کرنے لگے۔ تعزیہ داری۔ مرثیہ خوانی موقوف کر دی۔

[1] یعنی چند مرید مرزا صاحب کے ایسے بھی ہیں جو پہلے شیعہ مذہب رکھتے تھے۔

بعض پیرزادے جو مولوی محمد حسین بٹالوی بلکہ محمد اسمٰعیل شہید کو بھی کافر سمجھتے تھے مرزا صاحب کے معتقد ہونے کے بعد مولانا اسمٰعیل شہید کو اپنا پیشوا اور بزرگ سمجھنے لگے۔ اگر یہ تاثیریں دجالیت کذابیت کی ہوتی ہیں اور نائبین رسول مقبول نیک تاثیروں سے محروم ہیں تو بصد خوشی ہمیں دجالی ہونا منظور ہے۔ پھلوں ہی سے تو درخت پہچانا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی لوگوں نے صفات سے پہچانا۔ ورنہ اُس کی ذات کسی کو نظر نہیں آتی۔ کسی تندرست بھلے چنگے کا نام اگر بیمار رکھ دیں تو واقعی وہ بیمار نہیں ہو سکتا اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن پاکباز ہے اور جس کے دل میں اللہ تعالیٰ اور رسول کی محبت ہے اس کو کوئی منافق کافر دجال وغیرہ لقب دے تو کیا حرج ہے۔ سفید کسی کے کالا کہنے سے کالا نہیں ہو سکتا اور چمگادڑ کی دشمنی سے آفتاب کی مذمت نہیں۔ بزیدی عملداری ہے حسینی گروہ اگرچہ تکالیف تو پا سکتا ہے مگر نابود نہیں ہو سکتا۔ رفتہ رفتہ تکالیف برداشت کر کے ترقی کریگا اور کرتا جاتا ہے یعنی مولویوں کے سد راہ ہونے سے مرزا صاحب کا گروہ منتشر نہیں ہو سکتا بلکہ ایسا حال ہے جیسا دریا میں بند باندھنے سے دریا رُک نہیں سکتا لیکن چند روز کا معلوم ہوتا ہے آخر بند ٹوٹے گا اور نہایت زور سے دریا بہہ نکلے گا۔ اور آس پاس کے مخالفین کی بستیوں کو بھی بہا لیجا دیگا۔ آندھی اور ابر سورج کو چھپا نہیں سکتے۔ خود ہی چند روز میں گم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح چند روز میں یہ غل غپاڑہ فرو ہو جاوے گا۔ اور مرزا صاحب کی صداقت کا سورج چمکتا ہوا نکل آوے گا۔ پھر نیک نیت افسوس کر کے مرزا صاحب سے موافق ہو جاویں گے اور پچھلی غلطی پر پچھتاویں گے اور مرزا صاحب کی کشتی میں جو مثل سفینہ نوحؑ کے ہے سوار ہو جاویں گے۔ لیکن بدنصیب اپنے مولویوں کے مکر اور غلط بیانی کے پہاڑوں پر جان بچانا چاہیں گے۔ مگر ایک ہی موج میں غرق بحر ضلالت ہو کر فنا ہو جاویں گے۔ یا الٰہی ہمیں اپنی پناہ میں رکھ اور فہم کامل عنایت فرما۔ امت محمدی کا تو ہی نگہبان ہے۔ مخالفوں کو آثار صداقت کو ظاہر فرما دے مسلمانوں کو اختلاف سے راہ راست پر لگا دے آمین۔ یا رب العالمین

(باقی صفحہ پر)

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی روشنی میں

وحدت و اخوت کی افادیت

محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی مقیم ہنسلو۔ لندن

دنیا کے تمام انصاف پسند لوگوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اسلام کا آفتاب چمکنے سے پہلے دنیا ایک ہولناک گمراہی اور تاریکی میں گرفتار تھی۔ تاریخ عالم اس بات کی شاہد ہے کہ ۵۷۱ء سے پیشتر ساری دنیا وحشیانہ زندگی بسر کر رہی تھی اور کسی گوشہ میں علم و فضل زہد و عرفان۔ اخلاق و آداب۔ تہذیب و تمدن اور حسن معاشرت کی روشنی نظر نہیں آتی تھی۔ اور جب سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے اسلامی تعلیمات بیان کیں تو ہر طرف حسن اخلاق معاشرت اور باہمی اخوت کی روشنی پھیل گئی۔ اور اس قدر جلد کامیابی کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ زبانی تعلیم بیان کرنے کے ساتھ حضور اپنا اسوہ حسنہ بھی پیش کرتے تھے۔ یعنی جو کچھ ارشاد فرماتے اس پر خود عمل بھی کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام کو اس پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ حضور علیہ السّلام کی تعلیم کے نتیجہ میں مسلمانوں میں خدا پرستی۔ انصاف پسندی۔ راستبازی اور باہمی اخوت و وحدت اس رنگ میں پیدا ہوئی کہ وہ ایک ضرب المثل بن گئی۔ یہ اس وقت کا ہے جب مسلمان آپس میں متفق اور متحد تھے۔ اور نفاق و افتراق کے نام سے بھی بیزار تھے لیکن ہائے افسوس آج یہ حالت نہیں ہے۔ آج تو ساری دنیا کے مسلمان ذلیل و خوار ہیں اور ہر طرف غمناک زندگی بسر کر رہے ہیں اگر قارئین کرام ناراض نہ ہوں تو میں صاف لفظوں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج مسلمانوں کی تمام قابل فخر مصروفیات ان سے رخصت ہو گئی ہیں اور ان کا عروج زوال سے بدل چکا ہے۔ آج دنیا کی ترقی یافتہ قومیں ان کو حقیر نظروں سے دیکھتی ہیں۔ اگر آپ غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آج اُن کے پاس نہ علم و ہنر ہے نہ مال و زر ہے نہ تقویٰ و فضل ہے۔ ساری دنیا کے مسلمان رنج و غم کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں اور ذلّت و مسکنت کے عمیق غار میں پڑے ہوئے ہیں

اے برادران ملت! کیا کبھی آپ نے غور کیا کہ یہ حالت کیوں ہوئی۔ اگر آپ دل کو صاف کر کے انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں گے تو اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ یہ اختلاف محض ہماری کوتاہیوں اور نفس پرستیوں کا نتیجہ ہے۔ ہم بار بار یہ کہتے ہیں کہ قدرت نے ہم پر ظلم کیا۔ لیکن یہ قطعاً غلط ہے۔ قدرت نے ہم پر ظلم نہیں کیا نہ ہی غیر قوموں نے ہم پر ظلم کیا ہے بلکہ ہم نے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ اور خود اپنی عظمتوں کو تباہ کیا ہے۔ ہم اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں لیکن نہیں سمجھتے کہ مسلمان کے معنی کیا ہے اور اس کے فرائض کیا ہیں۔ ہم اپنے آپ کو رسول عربی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ظاہر کرتے ہیں لیکن ہم میں سے کتنے ہیں جو اس مقدس رسول پاک کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ناراض نہ ہوئیے بلکہ انصاف کے ساتھ کہئیے کہ ہمارا دعویٰ اسلام کس حد تک صحیح ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ سچا مسلمان صرف وہ ہے جو اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اپنے رب کا فرمانبردار ہو اور اس کے احکام کی تعمیل کرتا ہو لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہم رب کی فرمانبرداری اتنا ضروری نہیں کہتے جتنا اپنے نفس کی اطاعت کو ضروری کہتے ہیں۔ پھر کیا۔ یہی اسلام ہے اور یہی دعویٰ محبت ہے۔

وائے بر ما۔ وائے بر اسلام ما۔

ہماری وہ اسلامی وحدت جو ضرب المثل تھی۔ اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ بیس ہزار کے مجمع کے سامنے عرفات کے میدان میں فرمایا تھا۔

" اے مسلمانو تم سب بھائی بھائی ہو غور سے سنو ایک دوسرے کا گلا نہ کاٹنا۔ باہمی محبت۔ پیار اور اخوت سے زندگی بسر کرنا"

کیا ہم مسلمان حضورؐ کے اس ارشاد پر عمل کر رہے ہیں یا اس کے بالکل برخلاف باہم ایک دوسرے کے خونخوار دشمن بن کر باہمی جنگ و پیکار کو بہتر سمجھتے ہیں۔

آج سے قریباً سو سال پہلے مولانا الطاف حسین حالیؔ نے افسوس سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
اب اسکی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود تفرقہ اب آ کے پڑا ہے
جس دین نے تھے غیروں کے دل آ کے ملائے
اس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے

آج مسلمانوں کی حالت اس وقت سے بھی زیادہ خراب ہو چکی ہے آج اسلامی وحدت کا جذبہ فنا ہو چکا ہے۔ اسلامی غیرت مٹ چکی ہے اور اسلامی حمیت معدوم ہو چکی ہے۔ آج باہمی جنگ و پیکار۔ عداوت دشمنی اور رشک و حسد مسلمانوں کا امتیازی شعار ہے اور اختلافات نے اسلامی عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے اور علمائے کرام نے ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگا کر مسلمانوں کی عظمت کو دفن کر دیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

میرے دوستو! اگر آپ یہ سوال کریں کہ مسلمانوں کی اقبال مندی کا آفتاب کیوں غروب ہوا۔ ان کی عظمت اور سطوت کیوں مٹ گئی اسلامی سلطنتیں کیوں تباہ ہوئیں تو اس کا صرف ایک ہی جواب ہے اور وہ یہ کہ اسلامی وحدت و اخوت کے مٹ جانے کے باعث باہمی جنگ و پیکار اور بغض و عناد کے باعث اور فرقہ واریت کے باعث یہ حال کسی ایک ملک کا نہیں ہر اسلامی ملک میں انتشار ہے اور فرقہ واریت کی وباء بھیانک طور پر پھیلی جا رہی ہے۔

اخبار جنگ لندن میں ذاکر حسین شاہ رکن پنجاب اسمبلی کا ایک مقالہ شائع ہوا ہے۔ جس میں وہ رقم طراز ہیں۔

" پاکستان میں فرقہ واریت کی وباء بڑی تیزی سے پھیلی جا رہی ہے اور روز بروز اس میں شدت پیدا ہو رہی ہے۔ پاکستانی مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ اور اتحاد ریزہ ریزہ ہوتا جا رہا ہے، جس کے نتیجے میں نہ صرف ملک کے اندر مسلمانوں کے اذہان و قلوب پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں بلکہ اس کے اثرات دنیا کے دیگر ممالک تک پھیلتے جا رہے ہیں اگر بڑھتی ہوئی فرقہ واریت کے آگے بند باندھنے کی کوشش نہ کی گئی تو فرقہ واریت کی بڑھتی ہوئی یہ آگ پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ فرقہ وارانہ فسادات میں تیزی سے ہونے والا اضافہ انتہائی تشویشناک اور خطرناک ہے کئی قیمتی انسانی جانیں فرقہ واریت کی بھینٹ چڑھ کر ضائع ہو چکی ہیں۔ اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ایک ہی دین کے پیروکار اپنے فروعی، مسلکی اختلافات پر ایک دوسرے کے گلے کاٹ رہے ہیں۔"

(روزنامہ جنگ لندن ۲۴/اگست ۱۹۹۲ء ص ۲)

اے میرے مسلمان بھائیو۔ خدارا عقل و فہم سے کام لو۔ اپنی غلطیوں کو محسوس کرو۔ اور اسلام کی درخشاں تعلیمات پر نہ صرف غور کرو بلکہ ان پر عمل کرو۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً ولا تفرقوا۔ واذکروا نعمت اللّٰہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالّف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔

(سورۃ آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ:۔ اور اللہ کے دین کی رسّی کو سب مل کر مضبوط پکڑو۔ اور آپس میں تفرقہ پیدا نہ کرو۔ اور اللہ کے احسان کو

یاد کرو جو اس نے تم پر کیا ہے کہ پہلے تم آپس میں دشمن تھے پھر حق تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے۔

پھر فرمایا!

انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون

(الحجرات آیت ۱۱)

ترجمہ:۔ اس میں شک نہیں کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اگر دو بھائیوں میں نااتفاقی ہو جائے تو ان میں صلح کرا دیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یُسلمہ ومن کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ ومن فرج عن مسلم کربۃ فرج اللہ عنہ کربۃ من کرب یوم القیامۃ ومن ستر مسلماً سترہ اللہ یوم القیامۃ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے پس نہ وہ اس پر ظلم کرے اور نہ وہ اسے تکلیف دے۔ اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا اور جو کوئی مسلمان کی تکلیف دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کی تکلیفوں میں سے اس کی تکلیف دور کریگا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کریگا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کریگا

ان آیات اور احادیث سے اسلامی وحدت کو قائم رکھنے اور افتراق سے اجتناب کی شدید تاکید ثابت ہے۔ صحابہ کرامؓ انہی ہدایات پر عمل کر کے کامیاب و کامران ہوئے۔ اسی تعلیم پر عمل کر کے آج بھی مسلمان وحدت و محبت کا قصر تعمیر کر کے اپنی پرانی عظمت حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حشر کے دن میرے آقا ہم پہ بھی رکھنا نظر

میرے آقا تیرا دنیا میں کوئی ثانی نہیں
تیرے جیسا میرا کوئی محسن و جانی نہیں

دشمنوں کو تو نے اپنے خُلق سے گھائل کیا
اپنے مولیٰ کی صداقت کا انہیں قائل کیا

خانہ کعبہ کو کیا بتوں سے تو نے پاک و صاف
کر دئے توحید کے جاری وہاں چشمے شفاف

حوصلے سے ظلم تو سہتا رہا مردانہ وار
حق کی دعوت پھر بھی دیتا رہا ہی دیوانہ وار

تو نے ٹھکرایا ہر اک لالچ کو بن کر مردِ حق
کر دیا باطل کا تو نے قولِ حق سے سینہ شق

اپنے قول و عہد کو تو نے نبھایا بے مثال
ہو گئے دشمن بھی حیراں دیکھ کر تیرا کمال

تو نے عورت کو پہنایا عزت و رفعت کا تاج
پا گئی دنیا میں عزت آج وہ کرتی ہے راج

تو نے اک حبشی کو وہ عزت عطا کی لازوال
جس کی دنیا میں نہیں ملتی کوئی بھی اک مثال

فاتح بن کر میرے آقا نے عدو سے یہ کہا
معاف کرتا ہوں تمہیں سن لو نوید جاں فزا

میرے آقا کا ہے یارو کتنا عالی حوصلہ
قابو پا کر دشمنوں پر پھر بھی نہ بدلہ لیا

دیکھ کر دشمن یہ احساں کہہ اٹھے سب برملا
ہم غلام در ہیں تیرے کلمہ پڑھتے ہیں تیرا

بھیجتے ہیں ہم رسول پاک پہ لاکھوں سلام
انبیاء میں سب سے برتر جن کو حاصل ہے مقام

جس کی خاطر تھے بنے ارض و سما کون و مکاں
جس کی رحمت سے نہیں باہر کوئی بھی انس و جاں

جن پہ اترا آسماں سے اپنے مولیٰ کا کلام
ملتا ہے جن کی اطاعت سے خدا کا ہر انعام

ایسے محسن پہ دل و جاں کیوں نہ ہوں میرے فدا
جس کی الفت سے ہمیں مولیٰ کی ملتی ہے رضا

یا الٰہی مصطفیٰ کا عشق ہو ہم کو عطا
خدمت دیں میں ہماری زندگی گذرے سدا

حشر کے دن میرے آقا ہم پہ بھی رکھنا نظر
کھینچ لینا ہم کو اس جا جس جگہ ہو تیرا در

تیری الفت کی شمع دل میں جلائیں گے سدا
ہم تیرے خادم ہیں آقا ہم تیرے ہیں باوفا

طالبِ دعا! خواجہ عبدالمومن۔ اوسلو (ناروے)

"سنو! وہ جس نے یہ کلام نازل کیا وہ کیا کہتا ہے۔ اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

سو ضرور ہے کہ یہ زمانہ گذر نہ جائے اور ہم اس دنیا سے کوچ نہ کریں۔ جب تک خدا کے وہ تمام وعدے پورے نہ ہولیں"

(نزول المسیح صفحہ ۸۹)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نظیر اور لا مثال عشق

قریشی محمد فضل اللہ نائب ایڈیٹر بدر

حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے دل میں عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آگ شعلہ زن تھی اور آپ کے رگ و ریشہ میں اپنے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رچی ہوئی تھی۔ یہ جذبۂ محبت آپ کی پیدائش سے ہی آپ کی سرشت میں موجود تھا۔ جسے الفاظ میں بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ حُبّ رسول کے تمام لوازم آپ کی زندگی میں نظر آتے ہیں۔ آپ نے اپنے جملہ احساسات حتیٰ کہ دل و دماغ کو اپنے محبوب کے تابع کر دیا تھا۔ اپنا وجود محو کر کے محبوب کے وجود میں فنا ہو گئے تھے آپ اس تعلق کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

من تو شدم تو من شدی
من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں
من دیگرم تو دیگری

یعنی میرے محبوب میں تو ہو گیا اور تو میں ہو گیا۔ میں جسم ہو گیا تو روح ہو گیا اس کیفیت کے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ میں اور ہوں اور تو اور ہے۔ اس فنا فی الرسول کے مقام کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے آپ کو وحی و الہام سے نوازا جس کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمد

میں کسی استاد کا نام نہیں جانتا کیونکہ میں تو صرف حضرت محمدؐ کے مدرسہ میں پڑھا ہوں۔

سرے دارم فدائے خاکِ احمد
دلم ہر وقت قربانِ محمد

میرا سر محمدؐ کی خاک پا پر نثار ہے اور میرا دل ہر وقت محمد پر قربان رہتا ہے۔

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم
نثار روئے تابانِ محمد
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند
نتابم رو ز ایوانِ محمد

رسول اللہ کی زلفوں کی قسم کہ میں محمدؐ کے نورانی چہرے پر فدا ہوں اس راہ میں اگر مجھے قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے تو پھر بھی میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے منہ نہیں پھیروں گا۔ اُس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی جھلک آپ کی ہر حرکت و سکون اور قول و فعل سے نظر آتی ہے۔ آپ کو جو مقام و مرتبہ عطا ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ہی تھا اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں "

" میں اسی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں... کہ اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا ہے مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا ہے اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے۔ تو پھر بھی میں ہرگز کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ کا نہ پاتا۔"

(تجلیات الٰہیہ)

اس بے نظیر محبت کا ایک ثبوت پنڈت لیکھرام کے واقعہ سے ملتا ہے جب آپ ایک دفعہ سفر کے دوران لاہور کے ریلوے سٹیشن پر تھے اور نماز کی تیاری کے لئے وضو کر رہے تھے پنڈت لیکھرام آپ کا علم پا کر ملاقات کے لئے وہاں آ گیا اور قریب آ کر ہندوانہ طریق پر اس نے سلام کیا تو آپ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا گویا کہ دیکھا ہی نہیں پنڈت لیکھرام سمجھا کہ غالباً آپ نے سنا نہیں تو اس نے دوسری طرف سے ہو کر پھر سلام کیا مگر آپ پھر بھی خاموش رہے اور وہ مایوس ہو کر لوٹ گیا جس پر آپ کے کسی صحابی نے عرض کیا (یہ سمجھ کر کہ شاید آپ کو پتہ نہیں) حضور پنڈت لیکھرام سلام کہتا ہے حضورؑ نے فرمایا" ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کہتا ہے" آپ کی غیرت رسول اور حضورؐ سے محبت کے تقاضے نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ ایسے شخص سے تعلق رکھیں اور اس کے سلام کا جواب بھی دیں۔ آپ کے بڑے فرزند مرزا سلطان احمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے آپ کی زندگی میں بیعت نہیں کی تھی وہ گواہی دیتے ہیں کہ" ایک بات میں نے والد صاحب میں خاص طور پر دیکھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے اگر کوئی شخص آنحضرتؐ کی شان کے خلاف ذرا سی بات بھی کہتا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور غصے سے آنکھیں متغیر ہونے لگتی تھیں۔ اور فوراً ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو والد صاحب کو عشق تھا ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا۔"

(بحوالہ در منثور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔ خاکسار حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں پیدا ہوا.... اپنے آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلی نہ آ گئی ہو آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رواں رواں اپنے آقا حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور تھا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے مکان کے ساتھ والی مسجد (مبارک) میں اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے آپ کے ایک ساتھی نے جب اس طرح روتے دیکھا تو گھبرا کر عرض کیا کہ حضور کیا معاملہ ہے کونسا صدمہ پہنچا ہے حضور نے فرمایا کہ اس وقت میں حسان بن ثابتؓ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

یعنی اے خدا کے پیارے رسول! تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہو گئی ہے اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہو گئی۔

اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ کاش میری زبان سے یہ شعر نکلتا۔ حضور پر سخت سے سخت زمانے آئے طرح طرح کی تنگیوں اور تلخیوں اور ایذاؤں کے حالات پیدا ہوئے مگر کبھی ایسے آنکھ سے آنسو رواں نہ ہوتے لیکن حضورؐ کی وفات پر ۱۳۰۰ سال بعد آپ کی زبان سے یہ شعر اور آنسوؤں کا رواں ہونا شدید محبت کی غمازی کرتا ہے۔

آریہ صاحبان نے لاہور میں ایک جلسہ منعقد کیا اور اس میں شرکت کرنے کے لئے ہر مذہب و ملت کو بھی دعوت دی حضور علیہ السلام سے بھی باصرار درخواست کی کہ اس جلسہ کے لئے کوئی مضمون تحریر فرمائیں اور انہوں نے وعدہ کیا کہ جلسہ میں خلاف تہذیب کوئی بات نہ ہو گی اس پر حضور نے حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کو چند احمدی احباب کے ساتھ روانہ کیا اور ان کے ہاتھ میں یہ مضمون جس میں اسلام کے محاسن اور خوبیاں بیان کی گئیں تھیں بھیجا جلسہ میں وعدہ کو بالائے طاق رکھ کر ایسے مضمون پڑھے گئے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہت گند اچھالا گیا جب حضورؐ کو اس جلسہ کی اطلاع ملی اور جلسہ میں شرکت کرنے والے احباب قادیان واپس آئے تو آپ سخت ناراض ہوئے اور بار بار جوش کے ساتھ فرمایا کہ جس مجلس میں ہمارے رسول اللہ کو برا بھلا کہا گیا اور گالیاں دی گئیں اس مجلس میں

کیوں بیٹھے رہے اور کیوں نہ فوراً اٹھ کر باہر چلے آئے۔

بالکل گھریلو ماحول کی بات ہے کہ ایک بار حضرت مسیح موعودؑ کی طبیعت کچھ ناساز تھی آپ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حج کا ذکر شروع ہوگیا۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے کوئی ایسی بات کہی کہ اب تو حج کے لئے سفر اور راستے وغیرہ کی سہولت پیدا ہو رہی ہے حج کو چلنا چاہیئے اس وقت زیارت حرمین شریفین کے تصور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپ اپنے ہاتھ کی انگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے اور فرمایا یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا۔

جب آپ حالات کی مجبوری سے حج نہ کر سکے اور شدید تڑپ اور محرومی کا احساس بڑھ گیا تو آپ نے ایک خط لکھ کر حج کو جانے والے اپنے ایک صحابی کے سپرد کیا کہ جاکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر میری طرف سے پڑھا جائے۔

اسی عشق کا نتیجہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسا منظوم و منثور عربی اردو فارسی کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں رقم فرمایا کہ ۱۴۰۰ سال میں اس کی نظیر نہیں ملتی اس کے پڑھنے سے عجب قسم کا وجد طاری ہوتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ وہ شخص ایمان کی حلاوت پائے گا جس کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت موجزن ہے۔ آپ کے دل میں ایسی حلاوت ایمان تھی کہ وہ متمثل ہو کر آپ کو رؤیا میں بھی نظر آئی جب آپ اسلام اور بانیٔ اسلام کی شان میں عظیم کتاب آئینہ کمالات اسلام تصنیف فرما رہے تھے تو دو دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔

آپؑ فرماتے ہیں ایک رات میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت کثرت سے درود و سلام بھیجا تو خواب میں دیکھا کہ فرشتے نور کی مشکیں لئے در و دیوار پر انڈیل رہے ہیں اور ساتھ ہی کہہ رہے ہیں "**ھذا ما صلیت علی محمدٍ** صلی اللہ علیہ وسلم۔ اپنے اوپر نازل ہونے والی تمام نعماء و افضال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طفیل سمجھتے تھے۔

آپ فرماتے ہیں کل برکۃ من محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم یعقوب کی شان میں آپ نے ایک عظیم الشان عربی قصیدہ رقم فرمایا جس کے متعلق آپ کو بتایا گیا کہ جو شخص اسے یاد کرے گا اور بار بار پڑھے گا اس کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی جائے گی چنانچہ یہ قصیدہ اپنی نظیر نہیں رکھتا۔

ایک جگہ آپ عیسائی پادریوں کے جھوٹے ناپاک اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعہ ایک خلق کثیر کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں نے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک کی شان میں کرتے رہتے ہیں ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں ...... اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلائے عظیم سے نجات بخش۔"

(ترجمہ از عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام ص ۱۵)

پیغام صلح میں آپ تمام اقوام کو صلح کی دعوت دیتے ہوئے جو اصول پیش فرماتے ہیں اس سے ایک اندھا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ آپ کو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی آپ فرماتے ہیں:۔

"جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور آنجنابؐ پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بد زبانی سے باز نہیں آتے ان سے ہم کیونکر صلح کریں؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے"

(پیغام صلح ص ۳۰)

قارئین یہ تو عشق محمدی کے وہ نمونے ہیں جو آپ کی زبان و قلم و اعمال سے دیکھے اور سنے جا سکے جس کی شہادتیں موجود ہیں لیکن اس محبت کے بحر بیکراں کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جو آپ کے دل و دماغ میں ٹھاٹھیں مارا کرتا تھا اور اسی محبت کے جذبہ سے سرشار کچھ موتی اس سمندر محبت سے بے اختیار باہر نکل گئے آپ محبت الٰہی اور عشق رسول میں ایسے بے خود تھے اس راہ میں اپنا سب کچھ خدمت اسلام خدمت قرآن اور خدمت رسول میں داؤ پر لگا دیا۔ ہر قسم کی ایذا سہی اپنے بیگانوں سے گالیاں کھائیں اس کی ایک اور صرف ایک ہی وجہ تھی کہ آپ ناموس و عشق مصطفیٰؐ کے مجسمہ تھے۔ فرمایا

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
ربط ہے جان محمد سے میری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

آپ کا ہر قدم محمد مصطفیٰؐ کی اتباع اور آپ کے طفیل ہی اٹھتا تھا جیسے

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

جب آپ کے مسلمان مخالفین بغض و عناد سے لبریز ہو کر آپ کو طرح طرح کی تکلیف دے رہے تھے ان سے بھی آپ نے عفو و درگزر کا سلوک فرمایا کہ آخر یہ بھی میرے ہی رسول کی محبت کے دعوے دار ہیں۔ فرمایا

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حب پیمبرم

یعنی اے دل تو ان لوگوں کا جو اس وقت میری مخالفت کر رہے ہیں لحاظ رکھ کہ آخر یہ بھی تو میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعوے کرتے ہیں۔

مضمون کو ہم کہاں تک طول دیں آپ کی ۷۳ سال سے زائد زندگی کا لمحہ لمحہ آپ کے ملفوظات و مکتوبات اور ۸۰ سے زائد کتب کا گراں قدر سرمایہ اس عشق و محبت کی لمبی داستان کی منادی کر رہا ہے۔ جس کے کان بہرے ہوں وہ کیوں کر سن سکتا ہے۔ جس کی آنکھ اندھی ہو کیونکر دیکھ سکتا ہے اور جس کے دل پر مہر لگ چکی ہو وہ کیوں کر سوچ اور سمجھ سکتا ہے آپ نے عشق محمدی کے نتیجہ میں وہ کچھ حاصل کیا جو اور کوئی نہ حاصل کر سکا اور اس حصول نعمت کو آپ نے ثبوت کے طور پر پیش کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی اور حقیقی محبت کرنے والے ہوں۔ آمین۔

اللّٰھم صل علی محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

تحقیقی مقالہ

جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء کا روح پرور قلمی منظر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان پیشگوئی کی ایمان افروز صداقت

از محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت ربوہ (پاکستان)

"ہائے وہ کیا دن تھے۔ تصور پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو"

سنہ ۱۸۹۱ء کا پہلا سالانہ جلسہ ایک سنگِ میل ثابت ہوا جس کے بعد متحدہ ہندوستان میں زبردست ہلچل مچ گئی اور قادیان کی مقدس بستی کی طرف نہایت زور کے ساتھ رجوعِ خلائق کا آغاز ہو گیا۔ فتح اسلام۔ توضیح مرام اور ازالہ اوہام جیسی معرکہ آرا تصانیف کی اشاعت اور لاہور لدھیانہ اور دلی جیسے مرکزی مقامات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُر جوش مناظروں کے باعث سنہ ۱۸۹۲ء کا پورا سال ہنگامہ خیز رہا جس کے دوران قدامت پسند اور متعصب و متشدد علماء نے شورِ قیامت برپا کئے رکھا

اشتہار جلسہ۔ اس آتشیں فضا میں حضرت مسیح موعود و مہدی معہود نے ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کو اشتہار دیا کہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کو قادیان میں اس عاجز کے محبّوں اور مخلصوں کا ایک جلسہ منعقد ہوگا۔ حضور نے اس اشتہار میں خاص طور پر یہ اطلاع دی کہ "جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں اور اسلام کے تفرقہ مذاہب سے بہت لرزاں اور ہراساں ہیں ... سو بھائیو! یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے" نیز خدا کے حکم سے یہ بھاری بشارات دی کہ

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"
(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۴۱ تا ۳۴۲ ناشر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ)

جونہی یہ اشتہار منظر عام پر آیا لاہور کی چینیاں والی مسجد[1] کے اہل حدیث امام مولوی رحیم بخش صاحب[2] نے فتویٰ دیا کہ ایسے جلسے پر جانا بدعت بلکہ معصیت ہے اور ایسے جلسوں کا تجویز کرنا محدثات میں سے ہے۔ اور جو شخص اسلام میں ایسا امر پیدا کرے وہ مردود ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کے جواب میں "قیامت کی نشانی" کے زیر عنوان ایک مفصل اشتہار شائع فرمایا جس میں قرآن و حدیث اور عقلی دلائل سے اس فتویٰ کی دھجیاں بکھیر دیں اور ثابت کیا کہ اللہ عزّ اسمہٗ کے قرآنی ارشاد کے مطابق اعلائے کلمہ اسلام کے لئے ہر تدبیر جو کارگر ہو بجا لانا فرض ہے اور کوئی امر انتظام خدمت اسلام کے لئے ہرگز بدعت اور ضلالت میں داخل نہیں۔ ہر ایک وقت اور زمانہ انتظامات جدیدہ کو چاہتا ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا حافظ حکیم نورالدین صاحب ؓ بھیروی نے اس دوسرے سالانہ جلسہ کے مہمانوں کے لئے کم و بیش ۷۰۰ روپے سے قادیان میں ایک مکان بنوایا اس میں حضرت حافظ حکیم فضل دین صاحب ؓ بھیروی نے بھی تین چار سو روپیہ دیا۔ مولوی رحیم بخش صاحب نے اس دینی خدمت پر بھی تنقید کی۔ حضرت اقدس ؑ نے اپنے اشتہار میں اس پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمایا "اخویم حکیم نورالدین صاحب نے کیا گناہ کیا کہ محض للہ اس سلسلہ کی اشاعت کے لئے ایک مکان بنوا دیا جو شخص اپنی تمام طاقت اور اپنے مال عزیز سے دین کی خدمت کر رہا ہے اس کو جائے اعتراض ٹھہرانا کس قسم کی ایمانداری ہے۔" (اشتہار شمولہ آئینہ کمالات اسلام ملحقہ تاریخ طبع اوّل ۱۸۹۳ء)

شمولیت جلسہ کیلئے خطوط

حضرت اقدس علیہ السلام نے ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کے اشتہار کے بعد اپنے بعض مخلصین اور محبین کو جلسہ میں شمولیت کی پُرزور تحریک کے لئے اپنے قلم مبارک سے خطوط بھی لکھے اور جلسہ کی تیاری بھی شروع کر دی۔ چنانچہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب ؓ رئیس مالیرکوٹلہ کو لکھا "میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ہو سکے ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کے جلسہ میں ضرور تشریف لاویں انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے بہت مفید ہوگا۔ اور للہ جو سفر کیا جاتا ہے وہ عنداللہ ایک قسم عبادت کے ہوتا ہے ..... ایدکم اللہ من عندہٖ ورحمکم فی الدنیا والآخرۃ" (مکتوب ۱۰ دسمبر ۱۸۹۲ء مطبوعہ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ چہارم صفحہ [illegible] مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ؓ)

اسی طرح حضرت چوہدری رستم علی صاحب ؓ آف مدار ضلع جالندھر ڈپٹی انسپکٹر پولیس ریلوے کو تحریر فرمایا "اب تاریخ جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء بہت نزدیک آگئی ہے آپ کا شامل ہونا بہت ضروری ہے ماسوا اس کے انتظام دو تین شطرنجی اور قالین کا اگر ہو سکے تو ضرور کر لیں۔ یہ تو پہلے آجانی چاہئیں۔ اگر آپ دو روز پہلے ہی تشریف لاویں تو مناسب ہے"۔ (مکتوب ۱۶ دسمبر ۱۸۹۲ء مشمولہ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر سوم صفحہ [illegible] مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی)

۱۸۹۲ء کا قادیان

ان دنوں کتاب آئینہ کمالات اسلام چھپ رہی تھی۔ حضرت شیخ نور احمد صاحب ؓ مہتمم ریاض ہند پریس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد پر [illegible] امرتسر سے پریس قادیان لے آئے تھے اور [illegible] کے گول کمرہ[1] میں نصب کیا گیا تھا۔ ایک پریس مین [illegible] حضرت شیخ نور احمد صاحب خود اور دو [illegible] کے ملازم [illegible] حضرت امام الزمان [illegible] مسودہ لکھتے اور ساتھ ہی ساتھ کتابت ہو رہی تھی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام خود پروف پڑھتے اور شیخ نور احمد صاحب ؓ پھر اغلاط درست کر دیتے اور ساتھ چھاپتے رہتے تھے۔ جس جگہ بعد کو [illegible] بڑا دروازہ، گول [illegible] بورڈنگ ہاؤس، مدرسہ احمدیہ، مہمان خانہ اور حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ کے [illegible] مکانات تعمیر ہو سکے۔

---

[1] واقع اندرون شہر لاہور۔ زمانہ سلف کی ایک یادگار مسجد جہاں حضرت مولوی عبداللہ غزنوی بھی مقیم رہے۔
[2] [illegible] کتب کے مؤلف۔ ایک بار حضرت مولانا نورالدین ؓ سے دوران گفتگو ایسے لاجواب ہوئے کہ پھر عمر بھر آپ سے بحث کی جرأت نہ کر سکے۔ (مرقاۃ الیقین صفحہ ۲۳۰)

[1] [illegible] گول کمرہ کے بالائی حصہ پر حضرت شیخ صاحب ؓ مع بیوی بچوں کے رہتے تھے۔

یہ ایک ویران اور سنسان جنگل کی طرح تھیں جہاں تا حدِّ نظر کوئی آبادی اور مکان نہیں تھا۔ جگہ جگہ اس فصیل کے کھنڈرات بکھرے ہوئے تھے۔ جو قادیان کی اسلامی ریاست کی حفاظت کے لیئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بزرگ آباؤ اجداد نے تعمیر کی تھی اس پُر شکوہ فصیل کے چار برج تھے اور برجوں میں فوج کے آدمی رہتے تھے فصیل ۲۲ فٹ کے قریب اونچی اور اس قدر چوڑی تھی کہ تین چھکڑے ایک دوسرے کے مقابل اس پر جا سکتے تھے یہ فصیل سکھ عہدِ حکومت تک موجود تھی۔ ۲۱ر فروری ۱۸۴۹ء کی فیصلہ کن جنگ گجرات کے بعد جس میں سکھ فوج نے ہتھیار ڈال دیئے پنجاب برطانوی ہند میں شامل کر لیا گیا جس کے ایک عرصہ بعد انگریزی حکومت نے جب اسے مسمار کرا کے نیلام کر دیا تو اس کا ایک لمبا سا ٹکڑا[1] حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مہمان خانہ بنانے کے لیئے لے لیا تھا۔

اس قطعہ زمین میں جو ڈھاب کے کنارے واقع تھا جھاڑیاں اور کیکر وغیرہ کے گھنے درخت تھے اور قصبے کی تمام گندگی یہاں پڑتی تھی اور ناقابلِ برداشت حد تک تعفن تھا۔ ایک روز ہوا چلی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ناک اور منہ پر عمامہ مبارک کا شملہ رکھ لیا۔ اور شیخ نور احمد صاحبؓ جو پاس ہی تھے سخت پریشان ہوئے اور حضرت کے تشریف لے جانے کے بعد یہ فیصلہ کر لیا کہ اب یہاں جھنگیوں کو کوڑا کرکٹ ڈالنے سے روک دیں گے اور ماحول کو پاک اور صاف بنانے کے لیئے خوشبودار پودے اور درخت لگا دیں گے اور ساتھ ہی اپنے پریس کے آدمیوں کو لے کر نشیب و فراز کو کدالوں سے ہموار کرنا شروع کر دیا۔ اس تاریخی وقارِ عمل میں حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی بھی شامل ہو گئے۔ ابھی آٹھ دس گز زمین درست ہوئی تھی اور مولانا عبدالکریم صاحب ہاتھ میں کدال لیئے زمین صاف کر ہی رہے تھے کہ مرزا امام الدین صاحب اور مرزا نظام الدین صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچازاد بھائی اور احمدیت کے شدید معاند) نے ٹوکریاں اور کدالیں چھین لیں اور کہا کہ مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نے صرف فصیل نیلام میں لی ہے تم اس سے آگے کیوں بڑھتے ہو؟ حضرت

---

[1] نیلامی ۳ اپریل ۱۸۹۰ء کو ہوئی اور اس کی منظوری ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے ۱۴ر ستمبر ۱۸۹۰ء کو دی (مرکزِ احمدیت۔ قادیان صفحہ ۔ جناب شیخ محمود احمد صاحبؒ عرفانی اشاعت ۱۹۴۲ء)

شیخ نور احمد صاحب نے نہایت جرأت اور تمکنت سے جواب دیا کہ یہ تھوڑی سی جگہ ہے میں چاہتا ہوں کہ یہاں باغیچہ لگا دوں اور میں تو ایک مسافر آدمی ہوں یہ جو کچھ ہے مُغلوں کا ہی کہلائے گا۔ یہ سن کر مرزا امام الدین صاحب مسکرائے اور کہا اچھا بناؤ اور ٹوکرے اور کدالیں واپس کر دیں اور "وقارِ عمل" دوبارہ شروع کر دیا گیا۔ تقریباً دس یا نو مرلے کی جگہ درست اور ہموار ہو گئی اور اچھا خاصا چبوترہ بن گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے اور ارشاد فرمایا یہ زمین تو بہت اچھی نکل آئی ہے یہ تو آپ لوگوں نے خوب کام کیا ہے۔ حضرت شیخ صاحبؓ نے عرض کیا کہ گول کمرہ میں پریس کی وجہ سے مہمانوں کو تکلیف ہوتی ہے اس واسطے میرا ارادہ یہاں مکان بنا کر پریس لگانے کا ہے۔ حضرت نے یہ تجویز پسند کی اور فرمایا بہت اچھا۔ حضرت شیخ صاحب نے اس زمین پر ہل چلوا کر مولی اور گاجر کا بیج ڈلوا دیا اور ڈھاب میں کچی اینٹیں بنوانی شروع کر دیں۔ اسی اثناء میں آپ کو ایک ضروری کام کی غرض سے امرتسر جانا پڑا۔ دس روز بعد واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت اقدس یہاں ٹہل رہے ہیں اور پیراں دتہ معمار اس جگہ مکان کی بنیاد کچی اینٹوں سے چن رہا ہے اور صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی کے بالاخانہ سے لے کر مہمان خانہ کی موجودہ زمین تک کچی اینٹ کا چبوترہ تیار ہو گیا ہے جس کے بعد حضرت اقدس نے ۷ر دسمبر کو دوسرے جلسہ سالانہ کا اشتہار دیا (رسالہ نور احمد صفحہ ۱۳ تا ۱۴ از حضرت شیخ نور احمد صاحبؓ طبع دوم ناشر حکیم محمد عبداللطیف شاہد گجراتی تاجر کتب۔ جودھا مل بلڈنگ لاہور و الفضل ۲۹ر دسمبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۳۔ افتتاحی تقریر سیدنا مصلح موعودؓ بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۳۶ء)

خستہ سڑک اور عشاقِ احمدیت

اس زمانہ میں قادیان کو "کاڈیں" کے نام سے پکارا جاتا تھا اور وہاں تک پہنچنے کی راہ بہت مخدوش تھی۔ گیدڑ، لومبڑ اور بڑے بڑے جنگلی بلے سرِ شام منڈلانے لگتے تھے۔ ریل بٹالہ تک آتی تھی اور بٹالہ سے قادیان تک پیدل یا ٹٹوؤں بیل گاڑیوں گڈوں اور یکوں سے سفر کرنا پڑتا تھا۔ یکے پرانی وضع قطع کے دقیانوسی شکل و بناوٹ کے ہوا کرتے تھے۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کا بیان ہے کہ ان یکوں میں دھکوں کے لگنے سے پسلیاں دکھ جایا کرتیں پیٹ میں درد اٹھنے لگتا اور جسم ایسا ہو جاتا کہ کسی نے اوکھلی میں دے کر کوٹ دیا ہو سڑک اس درجہ خستہ اور خراب تھی کہ کئی بار یکے الٹ جاتے اور راستے کا اکثر حصہ سواریوں کو پیدل چلنا پڑتا تھا اور برسات کے موسم میں پورا پورا دن چلنے سے بھی قادیان نہیں پہنچ سکتے تھے یکے پھنس جاتے تو سامان مزدوروں کے سروں پر اٹھوا کر منگوایا جاتا اور سواریاں پیدل آتیں۔ ان تمام مشکلات کے باوجود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جب اس جلسہ کا اشتہار شائع فرمایا تو عشاقِ احمدیت پروانوں کی طرح قادیان پہنچنا شروع ہو گئے اور بعض دوسرے غیر از جماعت بھی کشاں کشاں قادیان کی گمنام مگر مبارک بستی میں پہنچ گئے اور دینی جذبہ سے سرشار ہو کر اپنا آرام چھوڑ کر وطن سے بے وطن ہو کر روپیہ خرچ کر کے زمین پر سونا گوارا کیا حضرت سید میر ناصر نوابؓ کا بیان ہے

"میں نے ایک شخص کے بھی منہ سے کسی قسم کی شکایت نہیں سنی۔ مرزا صاحب کے گرد ایسے جمع ہوتے تھے جیسے شمع کے گرد پروانے جب مرزا صاحب کچھ فرماتے تھے تو ہمہ تن گوش ہو جاتے تھے"۔

(الحکم ۱۴ جنوری ۱۹۴۰ء صفحہ ۳۔ ۶ و آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد پنجم صفحہ ۶۴۲۔ ناشر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ)

امراء و رؤساء کا سارا وقت عیش و تنعم میں گزرتا ہے۔ مگر حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ جیسے خدا پرست اور ناز و نعمت کی پروردہ شخصیت نے جلسہ کے اوقات محض رضائے الٰہی کی خاطر نیچے فرش پر مسلسل کئی گھنٹوں تک بیٹھ کر گزار دیئے (اصحابِ احمد جلد دوم صفحہ ۔ مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے قادیان دارالامان تالیف فروری ۱۹۵۲ء)

جلسہ کے پہلے دن کی کارروائی

۲۷ر دسمبر:۔

حضرت میاں محمد دین صاحبؓ تہالوی درویش قادیان نے حضرت منشی محمد جلال الدین صاحبؓ بلانوی (۳۱۳ اصحابِ کبار میں سرِ فہرست) کی یہ روایت جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے (مؤلف اصحابِ احمد) سے بیان فرمائی کہ جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء اس مقام پر ہوا تھا جہاں اب حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب کے مکان سے متصل مہمان خانہ کا چوبارہ ہے حضرت اقدس کے لیئے کرسی لائی گئی تو حضور نے فرمایا۔ ؏

منہ از بہرِ ما کرسی کہ ماموریم خدمت را

(اصحابِ احمد جلد دوم حاشیہ صفحہ)

حضرت پیر سراج الحق صاحبؓ نعمانی جمالی ہانسوی سرساوی اس تاریخ جلسہ کے افتتاحی اجلاس کی کارروائی پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک اونچا تخت چوبی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے لیئے بچھایا گیا اور اس پر ایک قالین کا فرش کرایا گیا اور آپ اس پر جلوہ افروز ہوئے اور چاروں طرف احباب فرش پر بیٹھے چاند کے گرد تارے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح یعنی شمال کی طرف اور مغرب کی طرف حضرت مولانا مولوی برہان الدین جہلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تخت کے قریب گوشہ مغرب و جنوب میں یہ عاجز اور اس عاجز کے داہنی طرف حضرت مخدوم مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی تشریف رکھتے تھے اور حضرت اقدس علیہ السلام نے توضیح مرام کتاب کا وہ مقام نکالا کہ جس پر مولویوں نے ملائکہ کی بحث پر نادانی سے اعتراض کیا تھا اور تقریر شرح و بسط سے فرمائی حضرت فاضل امروہی پر ایک رقت اس وقت ایسی طاری ہوئی کہ جس سے حاضرین کے دل بھی پگھل گئے اور سب پر عجیب و غریب کیفیت طاری ہو گئی۔ اس تقریر پُر تاثیر سے بعض کے دلوں میں جو شک و شبہ تھے وہ نکل گئے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا

کہ دیکھو میرا دعویٰ مہدی و مسیح موعود ہونے کا میری طرف سے نہیں ہے جیسا کہ تمام انبیاء اللہ علیہم السلام کا دعویٰ نبوت و رسالت اپنی طرف سے نہیں تھا۔ ان کو خدا نے فرمایا تھا اور مجھ کو بھی اسی سنت کے موافق علیٰ منہاج النبوت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں نے حسب الارشاد خداوندی دعویٰ کیا ہے میری اس میں کوئی خواہش یا بناوٹ نہیں ہے۔ مخالف لوگ اگر غور کریں اور اپنے بستروں پر لیٹ کر اور تخلیوں میں بیٹھ کر سوچیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ جیسا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ اللہ تعالیٰ کے حکم اور فرمودہ سے تھا۔ بعینہٖ اسی طرح میرا دعویٰ عین وقت پر اللہ جل شانہٗ کے فرمودہ سے ہے اور لوگوں کے سامنے اتنی تفسیریں متقدمین کی موجود ہیں کہ اگر سب ایک جگہ لکھی جائیں تو لکھ نہیں سکتے ہم تھک جائیں مگر وہ ختم نہ ہوں۔ پس ان کو ان نظائر پر غور کرنے سے صاف صاف کھل جاوے اور ظاہر ہو جاوے کہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے دعویٰ میں کاذب نہیں، مفتری نہیں ہوں بلکہ صادق ہوں۔ راست باز ہوں ...... پھر حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے حسب الحکم وعظ فرمایا۔ اس میں اکثر حضرت اقدس کی تائید میں اور باقی آریوں اور نصاریٰ کے رد اور ان اعتراضوں کے جواب میں جو انہوں نے نادانی سے اسلام اور قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں تقریر فرمائی۔

جناب مولوی برہان الدین صاحبؓ جہلمی بیمار تھے اور ان کے کئی شاگرد ان کے ساتھ تھے لیٹ کر سب کچھ سنتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ میں بوڑھا ہو گیا اور ضعیف ہو گیا اور ایک زمانہ دیکھا۔

اے مرزا سچا ہے اسکی سچائی صداقت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ میرے گور میں پیر لٹک رہے ہیں میں کیا اب جھوٹی گواہی دے سکتا ہوں"

(تذکرۃ المہدی صفحہ ۱۵۹ تا صفحہ ۱۶۳ حصہ اوّل مولفہ حضرت پیر سراج الحق صاحبؓ نعمانی)

ضیاء الاسلام پریس قادیان)

جلسہ کی مستند اور مصدقہ رپورٹ کے مطابق جو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں بطور ضمیمہ شائع فرمائی اس مبارک اجتماع کا آغاز حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین صاحبؓ بھیروی کے پر معارف وعظ سے ہوا جس کے بعد پہلے حضرت سید حامد شاہ صاحبؓ سیالکوٹی نے قصیدہ سنایا بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خطاب فرمایا چنانچہ لکھا ہے" پہلے حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ نے قرآن شریف کی اُن آیات کریمہ کی تفسیر بیان کی جس میں یہ ذکر ہے کہ مریم صدیقہ کیسی صالحہ اور عفیفہ تھیں اور ان کے برگزیدہ فرزند حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کیا کیا خدا تعالیٰ نے احسان کیا اور کیونکر وہ اس فانی دنیا سے انتقال کر گئے اور سنت اللہ کے موافق موت کا پیالہ پی کر خدا تعالیٰ کے اُس دارالنعیم میں پہنچ گئے جس میں اُن سے پہلے حضرت یحییٰ حصور اور دوسرے مقدس نبی پہنچ چکے تھے۔ اس تقریر کے ضمن میں مولوی صاحب موصوف نے بہت سے حقائق معارف قرآن کریم بیان فرمائے جن سے حاضرین پر بڑا اثر پڑا ..... مولوی صاحب کے وعظ کے بعد سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے ایک قصیدہ مدحیہ سنایا اس تقریر کے بعد حضرت اقدس مرزا صاحب کی مختصر تقریر تھی جس میں علماء حال کی چند اُن باتوں کا جواب دیا گیا جو اُن کے نزدیک بنیاد تکفیر ہیں اور اسی کے ساتھ اپنے مسیح موعود ہونے کا آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ثبوت دیا گیا .... پھر اس کے بعد حضرت اقدس مرزا صاحب نے اپنی جماعت کے احباب کی باہمی محبت اور تقویٰ اور طہارت کے بارے میں مناسب وقت چند نصیحتیں کیں" (آئینہ کمالات اسلام ضمیمہ صفحہ ۱ تا صفحہ ۳۔ اشاعت فروری ۱۸۹۳ء مطبع ریاض ہند قادیان)

اسی روز حضرت اقدس علیہ السلام نے عصر کے بعد ایک اور بصیرت افروز لیکچر دیا جس کے سننے سے علماء وقت کے اعتراضات کی حقیقت کھل گئی اور شبہات رفع ہو گئے

رات کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام[1] نواب محمد علی خان صاحب کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے اور نہایت اثر انگیز تقریر فرمائی اور اپنے چند خواب اور الہام بیان فرمائے جن کے پورا ہونے کی چشم دید شہادت بعض حاضرین نے بھی دی (ایضاً صفحہ ۲)

دوسرے دن کی کارروائی

۲۸ دسمبر:-

صبح کے وقت حضرت بابو محکم الدین صاحبؓ مختار عدالت امرتسر نے قبول احمدیت کا ایمان افروز واقعہ سنایا جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اعلیٰ درجہ کی کرامت ثابت ہوئی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ" وکیل صاحب پہلے سنت جماعت مسلمان تھے۔ جب جوان ہوئے رسمی علم پڑھا تو دل میں بسبب مذہبی علم سے ناواقفیت اور علماء و صوفیاء وقت اور پیرانِ زمانہ کے باعمل نہ ہونے کے شبہات پیدا ہوئے اور تسلی بخش جواب کہیں سے نہ ملنے کے باعث سے چند بار مذہب تبدیل کیا۔ سنی سے شیعہ بنے وہاں بجز تبرا بازی اور تعزیہ سازی کچھ نظر نہ آیا۔ آریہ ہوئے چند روز اس کا مزا چکھا مگر لطف نہ آیا۔ برہمو میں شامل ہوئے ان کا طریق اختیار کیا لیکن وہاں بھی مزا نہ پایا نیچری بنے لیکن اندرونی صفائی یا خدا کی محبت، کچھ نور ایمان کہیں بھی نظر نہ آئی۔ آخر مرزا صاحب سے ملے اور بہت بیباکانہ پیش آئے مگر

مرزا صاحب نے لطف سے مہربانی سے کلام کیا اور ایسا اچھا نمونہ دکھایا کہ آخر کار اسلام پر پورے پورے جم گئے اور نمازی بھی ہو گئے اللہ اور رسول کے تابعدار بن گئے

(ایضاً آئینہ کمالات اسلام ضمیمہ صفحہ ۲)

یہ دن سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک یادگار دن کی حیثیت سے سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ کیونکہ اس میں اہل جماعت کی اولین اجتماعی تحریکات اور تجاویز زیر غور آئیں اس نقطۂ نگاہ سے اسے بھی جماعت احمدیہ کی پہلی مجلس مشاورت کہا جا سکتا ہے جس کی تفصیل آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں با یں الفاظ شائع کی گئی۔

" ۲۸ دسمبر ۱۸۹۲ء کو یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے معزز حاضرین نے اپنی اپنی رائے پیش کی اور قرار پایا کہ ایک رسالہ جو اہم ضروریات اسلام کا جامع اور عقائد اسلام کا خوبصورت چہرہ معقولی طور پر دکھاتا ہو تالیف ہو کر اور پھر چھاپ کر یورپ اور امریکہ میں بہت سی کاپیاں اس کی بھیجدی جائیں بعد اس کے قادیان میں اپنا مطبع قائم کرنے کے لئے تجاویز پیش ہوئیں اور ایک فہرست ان صاحبوں کی چندہ کی مرتب کی گئی جو اعانت مطبع کے لئے بھیجتے رہیں گے۔ یہ بھی قرار پایا کہ ایک اخبار اشاعت اور ہمدردی اسلام کے لئے جاری کیا جائے اور یہ بھی تجویز ہوا کہ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحبؓ امروہی اس سلسلہ کے واعظ مقرر ہوں اور وہ پنجاب اور ہندوستان کا دورہ کریں بعد اس کے دعائے خیر کی گئی" ان اغراض کی تکمیل کے لئے حسب ذیل کمیٹی تجویز کی گئی۔ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ بھیروی (پریذیڈنٹ) مرزا خدا بخش صاحب آف جھنگ اتالیق حضرت نواب محمد علی خان صاحب (سیکرٹری) منشی غلام قادر صاحب فصیح میونسپل کمشنر سیالکوٹ، (وائس پریذیڈنٹ) شیخ رحمت اللہ صاحبؓ میونسپل کمشنر گجرات۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ۔

اسی روز بھی شب کو حضرت اقدس علیہ السلام کا پُر معارف لیکچر حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے جائے قیام پر ہوا۔ حضرت نواب صاحبؓ کی ڈائری میں لکھا ہے:-

" اس جلسہ ۱۸۹۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعد نماز مغرب میرے مکان پر ہی تشریف لے آتے تھے۔ اور مختلف امور پر تقریر ہوتی رہتی تھی۔ احباب وہاں جمع ہو جاتے تھے اور کھانا بھی وہاں ہی کھاتے تھے۔ نماز عشاء تک یہ سلسلہ جاری رہتا تھا میں علماء اور بزرگان خاندان کے سامنے دوزانو بیٹھنے کا عادی تھا بسا اوقات گھٹنے دکھنے لگتے مگر یہاں مجلس کی حالت نہایت بے تکلفانہ ہوتی تھی جس کو جس طرح آرام ہوتا بیٹھتا تھا بعض پچھلی طرف لیٹ بھی جاتے تھے مگر سب کے دل میں عظمت ادب اور محبت ہوتی تھی چونکہ کوئی تکلف نہ ہوتا تھا اور کوئی تکلیف نہ ہوتی تھی اس لئے یہی جی چاہتا تھا کہ حضرت تقریر فرماتے رہیں اور ہم میں موجود

---

[2] اصل وطن پٹی حال ضلع قصور (روایات اصحاب احمد جلد سوم حصہ اوّل صفحہ ۲۴۸ مولفہ حضرت عرفانی صاحبؓ)

[1] حضرت نواب عبداللہ خان صاحبؓ کے بیان کے مطابق آپ اس جلسہ پر اپنے مانڈے میں ٹھہرے تھے جو غالباً مدرسہ احمدیہ والی جگہ پر لگوائے گئے۔ (اصحاب احمد جلد دوم صفحہ ۱۲۳ مولفہ ملک صلاح الدین صاحب)

رہیں گے اذان عشاء سے جلسہ برخاست ہوتا تھا۔"
(اصحاب احمد جلد دوم صفحہ ... مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے)

تیسرے روز کی کارروائی ۲۹ دسمبر:۔

بہت سے حضرات ۲۹ دسمبر کی کارروائی سے قبل ہی واپس تشریف لے گئے۔ نماز صبح کے بعد حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ (آف قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ) نے حضرت مولوی سید عبداللہ غزنوی کی یہ خواب سنائی کہ محمد حسین بٹالوی کا لمبا کرتہ پارہ پارہ ہو گیا۔

قادیان میں ۹۳ مخلصین اس روز موجود تھے ان میں سے ہر ایک مخلص نے سلسلہ کی مالی ضروریات اور اجتماعی تحریکات کے لئے اپنے مقدور کے موافق ماہوار چندہ لکھوایا۔ اس موقع پر ... روپیہ دس آنے نقد وصولی بھی ہوئی۔

ان خوش نصیب چندہ دہندگان اور رقوم چندہ کی مکمل فہرست آئینہ کمالات اسلام کے ضمیمہ میں شائع ہے۔

حاضرین جلسہ کی تعداد:۔

اس مقدس تقریب پر اگرچہ پانچ سو کے قریب اصحاب جمع تھے لیکن وہ بزرگ اور مخلص جو محض للہ شریک جلسہ ہونے کے لئے برصغیر کے طول و عرض سے تشریف لائے ان کی تعداد ۳۲۷ تھی۔ جن کے اسماء گرامی آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں مرقوم ہیں۔ حاضرین جلسہ پنجاب، کشمیر اور سرحد کے علاوہ مراد آباد، سرہند، پٹیالہ، کرنال، دہلی، علی گڑھ، شاہجہان آباد، بریلی اور بمبئی وغیرہ مقامات سے قادیان دارالامان میں پہنچے تھے۔ علاوہ ازیں حضرت حاجی محمد بن احمد (ساکن مکہ معظمہ) بھی شامل جلسہ ہوئے۔ سلسلہ کی تاریخ میں آپ واحد بزرگ ہیں جنہیں مرکز اسلام مکہ سے اس بابرکت تقریب میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اوائل زمانہ میں۔

نومبائعین:۔

اس جلسہ پر ۴۰۔۵۰ نفوس حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔
(آئینہ کمالات اسلام ضمیمہ ...)

حضرت سید میر ناصر نواب صاحبؓ کے عقیدت افروز تأثرات:۔

حضرت میر ناصر نوابؓ کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی (ان کے قدیمی دوست اور پرانے مقتداء) نے سلسلہ احمدیہ سے سخت بدظن کر رکھا تھا باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو جلسہ پر مدعو کیا اور چند خطوط جن میں ایک رجسٹرڈ بھی تھا ارسال فرمایا۔ اگرچہ بسبب مخالفت آپ کا ارادہ ہرگز قادیان آنے کا نہ تھا لیکن حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے خطوط سے آپ کے دل میں ایک تحریک پیدا ہو گئی اور آپ مخالفانہ خیالات کے ساتھ ہی قادیان پہنچے۔ مگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت، حضور کے اخلاص اور پُر شوکت اور پُر قوت ارشادات سنتے ہی آپ کی کایا پلٹ گئی اور ایسا زبردست روحانی انقلاب برپا ہوا کہ آپ ہمیشہ کے لئے دل و جان سے خدا کے مقدس اور موعود مسیح کے والہ و شیدا بن گئے اور ۱۰ر جنوری ۱۸۹۳ء کو اپنے قلم سے تاثرات جلسہ بیان کرتے ہوئے لکھا:۔

"اس جلسہ پر تین سو سے زیادہ شریف اور نیک لوگ جمع تھے جن کے چہروں سے مسلمانی نور ٹپک رہا تھا امیر، غریب، نواب، انجنیئر، تھانہ دار، تحصیلدار، زمیندار، سوداگر، حکیم غرض ہر قسم کے لوگ تھے۔ ہاں چند مولوی بھی تھے مگر مسکین مولوی۔ مولوی کے ساتھ مسکین اور منکسر کا لفظ یہ مرزا صاحب کی کرامت ہے کہ مرزا صاحب سے مل کر مولوی بھی مسکین بن جاتے ہیں ورنہ آج کل مسکین مولوی اور بدعات سے بچنے والا صوفی کبریت احمر اور کیمیائے سعادت کا حکم رکھتا ہے ..... مجھے قیافہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت عنقریب ہے کہ بیسیوں جناب مرزا صاحب کی خاک پا کو اہل بصیرت آنکھوں میں جگہ دیں اور اکسیر سے بہتر سمجھیں اور تبرک خیال کریں۔ مرزا صاحب کے سینکڑوں ایسے دوست ہیں جو مرزا صاحب پر دل و جان سے قربان ہیں اختلاف کا تو کیا ذکر ہے اُو بر اُف تک نہیں کرتے۔

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

نیز لکھا:۔

آندھی اور ابر سورج کو چھپا نہیں سکتے شبہ بھی چند روز میں گم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح چند روز میں یہ غل غپاڑہ فرو ہو جائے گا۔ اور مرزا صاحب کی صداقت کا سورج چمکتا ہوا نکل آوے گا۔"
(ضمیمہ آئینہ کمالات اسلام [illegible])

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کا ظہور:۔

شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار میں، جو ۸۴۰ھ میں تالیف ہوئی تھی، مہدی موعود کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں:۔

"در اربعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد۔
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یَخْرُجُ الْمَہْدِیُّ مِنْ قَرْیَۃٍ یُقَالُ لَہَا کَدْعَہ وَیُصَدِّقُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیَجْمَعُ اَصْحَابَہٗ مِنْ اَقْصَی الْبِلَادِ عَلٰی عِدَّۃِ اَہْلِ بَدْرٍ بِثَلَاثِ مِائَۃٍ وَّثَلَاثَۃَ عَشَرَ رَجُلًا وَمَعَہٗ صَحِیْفَۃٌ مَخْتُوْمَۃٌ (ای مطبوعۃ) فِیْہَا عَدَدُ اَصْحَابِہٖ بِاَسْمَائِہِمْ وَبِلَادِہِمْ وَخِلَالِہِمْ
یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے۔ یہ نام دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا یعنی تین سو تیرہ ہوں گے اور ان کے نام بقید مسکن و خصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔"
(بحوالہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۲۴ - ۳۲۵ اشتہارات فریدی جلد سوم مرتبہ رکن الدین۔ مطبع مفید عام آگرہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ء)

یہ پیشگوئی تیرہ صدیوں کے بعد اس جلسہ کے ذریعہ پوری ہوئی جب کہ جلسہ میں جمع ہونے والے افراد کی فہرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زیر طباعت کتاب آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ کے بعد شائع فرما دی۔ تاریخ اسلام اس بات پر گواہ ہے کہ اس امت مرحومہ میں کوئی مدعی مہدویت ایسا پیدا نہیں ہوا جس کے وقت میں چھاپہ خانہ بھی ہوتا اور اس کے پاس ایک کتاب بھی ہوتی جس میں اس کے دوستوں کے نام بھی درج ہوتے۔ یہ خبر پوری آئی ہو تائید آسمانی ...
* کیساتھ جلسہ ۱۸۹۲ء میں شامل اصحاب ... آئینہ کمالات اسلام

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

خدا تعالیٰ کی عظیم الشان قدرتوں کا نشان:۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نہایت درجہ کامیاب اور انقلاب آفریں جلسہ کے اختتام پر "ناظرین کی توجہ کے لائق" کے عنوان سے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں اس بابرکت اجتماع کو خدا تعالیٰ کی عظیم الشان قدرتوں کا ایک نشان قرار دیتے ہوئے تحریر فرمایا "اس سالانہ جلسہ میں بجائے ۷۵ کے تین سو ستائیس (۳۲۷) احباب شامل جلسہ ہوئے اور ایسے صاحب بھی تشریف لائے جنہوں نے توبہ کر کے بیعت کی۔ اب سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ خدا تعالیٰ کی عظیم الشان قدرتوں کا ایک نشان نہیں کہ بٹالوی صاحب اور ان کے ہم خیال علماء کی کوششوں کا الٹا نتیجہ نکلا اور وہ سب کوششیں برباد گئیں۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کا فعل نہیں کہ میاں بٹالوی کے پنجاب اور ہندوستان میں پھرتے پھرتے پاؤں بھی گھس گئے۔ لیکن انجام کار خدا تعالیٰ نے ان کو دکھلا دیا کہ کیسے اس کے ارادے انسان کے ارادوں پر غالب ہیں وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ النَّاسَ لَا یَعْلَمُوْنَ[1]
(ضمیمہ آئینہ کمالات اسلام ص ۶۱۷ مطبوعہ ریاض ہند پریس قادیان)

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی، شفا بینی، غرض دار الاماں بینی

مآخذ
(BIBLIOGRAPHY)

آئینہ کمالات اسلام۔ ضمیمہ انجام آتھم۔ مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعودؑ۔ مکتوبات احمد جلد پنجم نمبر سوم و چہارم۔ حیات احمد جلد سوم حصہ اول (مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ) رسالہ نور احمد ۱ (حضرت شیخ نور احمد صاحب مہتمم ریاض ہند پریس) تذکرۃ المہدی حصہ اول (حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ) مرکز احمدیت قادیان (جناب شیخ محمود احمد عرفانیؓ) اصحاب احمد جلد دوم (ملک صلاح الدین صاحب ایم اے) الحکم ۱۴ر جنوری ۱۹۴۰ء اشارات فریدی جلد سوم (افادات حضرت خواجہ غلام فرید گدی نشین چاچڑاں شریف)

۱؎ سورہ یوسف: ۲۲

جلسہ پر آنے والے جملہ مہمانان کرام کو بہت بہت مبارک ہو!

* کے ذریعہ پوری ہوئی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا سرزمین ہند میں ورود مسعود

اور

افضالِ الٰہیہ کا پے در پے نزول

از۔ محمد نسیم خان نائب ایڈیٹر بدر

سرزمین ہند کی خوش قسمتی وسعادت مندی ہے کہ گذشتہ سال صدسالہ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کی غرض سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہندوستان تشریف لائے۔ تقسیم ملک کے بعد جماعت احمدیہ کے کسی بھی خلیفہ کا ہندوستان کا یہ پہلا سفر تھا۔ حضور انور کی مبارک آمد سے جہاں برسوں اپنے امام ہمام کے دیدار کی پیاسی فدائیان احمدیت کی روحیں سیراب ہوئیں وہاں دوسری طرف جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان پر اس کثرت سے معجزات و افضال الٰہیہ کا نزول ہوا کہ نہ تو ان کے بیان کرنے کی ہم میں قوت ہے اور نہ ہی اس کے اظہار تشکر کی ہم طاقت پاتے ہیں ؎

اگر ہر بال ہو جائے سخن ور
تو پھر بھی شکر ہے امکان سے باہر
(درثمین)

حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ر جنوری ۱۹۹۲ء بمقام مسجد اقصیٰ قادیان میں فرمایا تھا کہ

"اب آپ دیکھیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کس طرح ہندوستان میں چاروں طرف احمدیت کا نور پھیلائیں گے۔ اب گذشتہ زمانوں اور آئندہ زمانوں میں ایک نمایاں فرق پڑ چکا ہے اور یہ جلسہ اس کی حد فاصل ہے پس اس پہلو سے یہ جلسہ ایک تاریخ ساز جلسہ ہے۔"

آیئے ہم ان معجزات و افضال الٰہیہ جنہوں نے گذشتہ زمانوں اور آئندہ زمانوں میں واقعۃً ایک نمایاں فرق پیدا کر دیا ہے کی چند جھلکیوں کا نہایت اختصار سے نظارہ کریں اور اپنے ایمان کو تازگی بخشیں۔

پہلا نیشنل یوم تبلیغ :- سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات و راہنمائی و دعاؤں کے نتیجہ میں امسال ہندوستان میں جماعت ہائے احمدیہ بھارت کا پہلا نیشنل یوم تبلیغ مورخہ ۸ر نومبر کو شاندار طریق پر منایا گیا۔ اتنے وسیع ملک میں اس نیشنل یوم تبلیغ کا نہایت وسیع پیمانہ پر نہایت کامیابی کے ساتھ منایا جانا بلا شک کسی آسمانی تائید کے بغیر ممکن نہیں ہے جس والہانہ جذبہ سے جماعت کے مردوزن، بڑھوں اور بچوں نے اس پروگرام میں حصہ لیا اور اس کے جو شیریں نتائج مرتب ہوئے وہ ہر صاحب فراست کو یہ دعوت فکر دینے کے لئے کافی ہیں کہ یقیناً ہمارے قوتیں جماعت احمدیہ کی مؤید ہیں۔

اس نیشنل یوم تبلیغ کے بارہ میں بھارت کے ۲۵ کثیر الاشاعت اخبارات نے خبریں شائع کیں۔ ٹی۔ وی اور ریڈیو پر بھی خبریں نشر ہوئیں اور بفضلہ تعالیٰ اسی روز بیس افراد کو قبول احمدیت کا شرف ملا جبکہ اسی طرح تقریباً چوسٹھ ہزار مزید نیا اسلامی لٹریچر شائع کیا گیا اور ایک لاکھ بیس ہزار کی تعداد میں اسلامی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ چونسٹھ بک سٹال لگائے گئے۔ تین سو دس تبلیغی وفود بھجوائے گئے جن میں تقریباً تین ہزار افراد نے حصہ لیا۔ چالیس مقامات پر تبلیغی جلسے منعقد کئے گئے۔ یہ اعداد و شمار صرف ان جماعتوں کے ہیں جنہوں نے اپنی رپورٹیں تاحال مرکز میں بھجوائی ہیں۔ اس میں ان جماعتوں و افراد احباب کی کارکردگی شامل نہیں ہے جنہوں نے کام تو کیا ہے لیکن کسی وجہ سے اپنی رپورٹیں مرکز نہیں بھجوا سکے۔

اس نیشنل یوم تبلیغ کے موقعہ پر متعدد ایمان افروز واقعات ہمارے سامنے آئے۔ احمدیت کی تبلیغ کے لئے نئے راستے ہموار ہوئے۔ اور بہت سے نئے تجارب حاصل ہوئے جن کے ذریعہ ہم جلد انشاء اللہ اپنے عظیم تبلیغی مقصد میں کامیاب و بامراد ہو سکیں گے۔

ایک اسیر راہ مولیٰ کی رہائی :- صد سالہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کے بعد جب حضور انور واپس لندن جانے کے لئے دہلی تشریف لے گئے تو وہاں بذریعہ فون پاکستان سے آپ کو یہ خوشکن اطلاع ملی کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حضور انور کی پر سوز دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اسیر راہ مولیٰ مکرم و محترم ناصر احمد صاحب قریشی قائم مقام امیر ضلع سکھر کو مورخہ ۵ر جنوری کو باعزت رہا فرما دیا ہے۔ واضح رہے کہ مکرم و محترم ناصر احمد صاحب قریشی کو ضیاء الحق کے ظالمانہ دور اقتدار میں ایک جھوٹا مقدمہ لگا کر گرفتار کیا گیا تھا اور سزائے موت سنائی گئی تھی۔ موصوف سات سال تک جیل میں قید و بند کی صعوبتیں جھیلتے رہے۔ حضور نے دہلی سے موصوف سے فون پر بات بھی کی۔ یہ صد سالہ جلسہ سالانہ کا پہلا معجزہ تھا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے احمدیوں کے تقویت ایمان کے لئے رونما فرمایا۔

"مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ" :- صد سالہ جلسہ سالانہ کے معجزات میں سے ایک اہم معجزہ یہ بھی ہے کہ اب بذریعہ سیٹلائٹ (ڈش انٹینا) "مسلم ٹیلیویژن احمدیہ" (M.T.A) پر ہم حضور انور کے خطبات جمعہ براہ راست دیکھ و سن سکتے ہیں اس نظام کے ذریعہ دنیا کے مختلف ممالک میں احمدی احباب براہ راست اپنے پیارے امام کے خطبات سننے کی سعادت پا رہے ہیں۔ الحمد للہ ہندوستان میں بھی کئی مقامات پر اب براہ راست اس طریق سے حضور انور کے خطبات سنے جا رہے ہیں، قادیان میں بھی اس کا انتظام ہے اسی طرح "مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ" پر اہم جماعتی اعلانات و تقاریب بھی دکھائی جاتی ہیں۔

انٹرنیشنل جامعہ احمدیہ قادیان :- صد سالہ جلسہ سالانہ کے بعد جماعت احمدیہ بھارت پر جن افضال الٰہیہ و معجزات باری تعالیٰ کا نزول ہوا ان میں سے ایک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قادیان میں "انٹرنیشنل جامعہ احمدیہ" کے قیام کا اعلان ہے۔ جس میں بیرونی ممالک کے واقفین زندگی طلباء تعلیم حاصل کریں گے۔ اس کے لئے حضور انور نے انتظامیہ کو مکمل ہدایات فرما دی ہیں۔ اور انتظامیہ بہت ہی محنت و لگن سے حضور انور کے ارشاد کو عملی جامہ پہنانے میں مصروف ہے

اس جامعہ میں طلباء کو تمام تعلیمی سہولیات مہیا کی جائیں گی۔ اور یہاں سے فارغ التحصیل طلباء کو مختلف ممالک میں مبلغ اسلام بنا کر بھجوایا جائے گا۔ جامعہ کا مکمل نظام ۱۹۹۳ء سے جاری کیا جائے گا۔ چند ماہرین اساتذہ بیرونی ممالک سے بھی اس جامعہ میں تدریس کے لئے آرہے ہیں۔ آئندہ سالوں میں جامعہ کی علیحدہ وسیع عمارت بننے کا منصوبہ بھی ہے۔

ہندوستان میں تعلیمی منصوبہ :- الحمد للہ جلسہ سالانہ قادیان کے بعد ہندوستان میں جماعت احمدیہ کو جو تعلیمی خدمات کرنے کی توفیق ملی ہے وہ بھی ایمان افروز ہے جماعت کی طرف سے جو اسکول چلائے جا رہے ہیں اس کے علاوہ امسال مزید اللہ تعالیٰ نے صوبہ کیرالہ میں جماعت کو چار جگہوں پر پرائمری اسکول کھولنے کی سعادت بخشی ہے جن میں تقریباً ایک لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں اسی طرح ایک پرائمری اسکول چارکوٹ (علاقہ جموں) میں بھی کھولا گیا جس پر تقریباً نصف لاکھ روپے تک خرچ کئے گئے ہیں۔ صوبہ آسام ضلع بر پیٹا میں بھی ایک پرائمری اسکول کھولا گیا ہے علاوہ ازیں متعدد ذہین و نادار طلباء کی امداد و وظائف بھی جاری کئے گئے ہیں۔

مالی قربانی کے عظیم الشان نظارے :- حضور انور کی آمد سے ہندوستان کی تمام جماعتوں میں الٰہی برکات اور انوار کا نزول ہوا اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں ترقی کے ساتھ ساتھ اقتصادی لحاظ سے غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اور افراد جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے اندر ایک نیا ایمان اور نیا جوش اجاگر ہونے کے نتیجہ میں ان کے اندر جذبۂ خلوص اور قربانی میں نمایاں تبدیلی آئی۔ اس ضمن میں نظارت بیت المال آمد کی رپورٹ پیش خدمت ہے۔

"جہاں تک مالی قربانی کا تعلق ہے نظارت بیت المال آمد نے امسال اس

سلسلہ میں نصرت الٰہی کے عظیم الشان نظارے دیکھے ہیں۔ افراد جماعت احمدیہ ہندوستان نے مالی قربانی کا وہ عظیم الشان نمونہ پیش کیا ہے جو دنیا کی کوئی غیر قوم نہیں دکھا سکتی۔ اسی سلسلہ میں بجٹ کا ایک مختصر جائزہ تحدیث نعمت کے طور پر پیش ہے جس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کی طرف احمدیوں کے دلوں کو مائل کر دیا ہے اور انہیں خدا کی راہ میں بے دریغ مالی قربانی کرنے کی توفیق عطا کی ہے۔

نظارت بیت المال آمد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے لازمی و دیگر چندہ جات کا ۸۹-۱۹۸۸ء میں کل بجٹ ۱۴۳۲۱۹۲/- روپیہ تھا اور اس کے بالمقابل کل وصولی ۱۵۸۵۹۳۵/- روپیہ ہوئی گویا مقررہ بجٹ سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ سے زائد کی وصولی ہوئی اس کے بعد یہ سلسلہ یوں ہی برابر رواں دواں رہا۔ اور مقررہ بجٹ کے مقابل پر وصولی کی پوزیشن ہمیشہ آگے ہی رہی لیکن ۸۹ - ۱۹۸۸ سے ۹۱-۱۹۹۰ کے عرصہ میں بعض وجوہات کی بنا پر بجٹ کے بالمقابل وصولی تسلی بخش نہ ہو سکی لہٰذا اس صورت حال کے پیش نظر نظارت بیت المال آمد نے جہاں جماعتوں کو بذریعہ سرکلر و خطوط توجہ دلائی وہاں حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ افراد جماعت احمدیہ ہندوستان کے اندر پہلے سے بڑھ کر قربانی کی روح پیدا کرے۔ چنانچہ حضور انور کی دعاؤں اور آپ کی ہندوستان میں آمد کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اس طرح اپنے نشانات ظاہر کئے کہ ۹۲-۱۹۹۱ء میں کل بجٹ ۵۹۶۴۰۰۰/- روپیہ کے بالمقابل ۶۱۴۴۲۷۲/- روپیہ کی وصولی ہوئی جو کہ اصل بجٹ سے ۱۸۰۲۷۲/- روپیہ زائد ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

نظارت بیت المال آمد قادیان کی طرف سے وصولی کی پوزیشن کے تعلق سے ماہ بماہ بھجوائی جانے والی رپورٹوں میں سے ایک رپورٹ پر حضور انور نے ان الفاظ میں خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

" آپ نے رپورٹ آمد چندہ جات تا اپریل ۱۹۹۲ء بھجوائی ہے۔ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ آخر بھارت میں بھی وہ نظارے نظر آنے لگے جو دنیا کی دوسری جماعتوں میں روزمرہ دکھائی دیتے ہیں تبھی تو میں بار بار آپ کو سمجھاتا تھا کہ اپنے حوصلے اور توقعات بلند رکھیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت اقدس مسیح محمدی صلی اللہ علیہما السلام کا معیار قربانی بہت بلند ہے۔ ہماری کوششیں مات کھا جائیں تو الگ بات ہے ورنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرین میں جو کوثر جاری فرمایا ہے وہ ختم ہونے والا نہیں۔

تمام قربانی کرنے والی مخلص جماعتوں کو میرا محبت بھرا سلام اور جزاکم اللہ احسن الجزاء اور مرحبا۔ اللّٰھم زد و بارک۔ و ثبت اقدامکم۔ شعبہ مال کے جملہ کارکنان کو بھی میرا محبت بھرا سلام اور جزاکم اللہ۔"

حضور انور کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ بھارت کی جماعتوں میں بھی مالی قربانی کے بے مثال نمونے نمودار ہونے لگے ہیں۔ اور افراد جماعت احمدیہ بھارت کا جذبۂ قربانی ترقی کی اعلیٰ منازل کو عبور کرتا جا رہا ہے۔

صنعت و تجارت کے منصوبے:۔

حضور انور کی خاص توجہ کہ ہندوستان میں صنعت و تجارت کے منصوبے بنا کر بے روزگار احباب کو روزگار فراہم کئے جائیں اور ہندوستان کی جماعت کو تجارت و صنعت کاری کے میدان میں آگے لایا جائے چنانچہ اس تعلق سے حضور انور نے محترم ناظر صاحب امور عامہ کی زیر صدارت ایک مرکزی کمیٹی مقرر فرمائی ہے جس نے سب سے پہلے صوبائی سطح پر صنعت و تجارت کے منصوبے کو باقاعدہ انتظام کے ساتھ چلانے اور فروغ دینے کے لئے بورڈ تشکیل دئے ہیں۔ اب تک اس نظام کے تحت صوبہ کیرلہ میں TAILORING اور EMBROIDARY کلاسز کا انتظام کیا جا چکا ہے جس کے لئے مرکزی فنڈ سے تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار روپے کی گرانٹ دی جا چکی ہے۔ صوبہ بہار بنگال اڑیسہ۔ یوپی۔ اور کیرلہ میں صنعت و تجارت کے لئے بعض احباب جماعت کو مرکز کی طرف سے قرضے بھی دیئے گئے۔ قادیان میں INDUSTRIES لگانے کا پلان تیار ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی اس پلان کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

حضور انور کی خاص ہدایات پر مکرم رشید خالد صاحب ایم۔ ایس۔ سی نے قادیان میں HOME APPLIANCES کی کلاس شروع کی ہے۔ جو باقاعدہ جاری ہے۔ اس کلاس میں ELECTRICAL اور ELECTRONICAL مضامین کی تعلیم دی جا رہی ہے اور باقاعدہ PRACTICAL کر کے طلباء کو مہارت دی جا رہی ہے۔ اس کلاس میں ہندوستان کے مختلف صوبہ جات کے طلباء حصہ لے رہے ہیں۔ الحمد للہ یہ کلاسز بہت ہی اچھی طرح چل رہی ہیں اللہ تعالیٰ مکرم خالد رشید صاحب کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

توسیع ہسپتال:۔

ہر سال جلسہ سالانہ کے بعد احمدیہ شفا خانہ قادیان میں جو انجمن کے زیر نگرانی چل رہا ہے پہلے سے بڑھ کر ہر لحاظ سے نمایاں تبدیلی کاموں میں تیزی اور وسعت آئی ہے۔ اس تعلق سے امسال جنوری تا نومبر کی مختصر رپورٹ اس طرح ہے۔

سال رواں میں تقریباً چوبیس ہزار OUT DOOR مریضوں کا علاج کیا گیا (ایام جلسہ سالانہ کے ہزاروں مریض شامل نہیں ہیں) تقریباً تین صد مریضوں کا علاج باقاعدہ ہسپتال میں داخل کر کے کیا گیا۔ کل ایک سو دس آپریشن ہوئے اکتالیس ڈیلیوری CASES آئے۔ ان گیارہ مہینوں میں بذریعہ آپریشن و X-RAY مریضوں سے فیس کی صورت میں تقریباً ساڑھے چار لاکھ روپیہ کی آمد ہوئی۔

بفضلہ تعالیٰ اب ہسپتال باقاعدہ چوبیس گھنٹے کھلتا ہے۔ اس وقت ہسپتال کا عملہ چودہ افراد پر مشتمل ہے اور اس کے علاوہ سات افراد رضاکارانہ طور پر خدمت کر رہے ہیں اس وقت ہسپتال میں دس بیڈ ہیں آپریشن تھیٹر E.C.G و X-RAY مشین، آکسیجن سلنڈر ——— DEFIBRILLATOR و لیبوریٹری کی سہولیات مہیا ہیں۔ ابھی حال ہی میں ایک ایمبولینس کار تقریباً تین لاکھ بیاسی ہزار روپیہ میں خریدی گئی ہے آئندہ ایک ایسے وسیع ہسپتال کی تعمیر کا منصوبہ زیر غور ہے جس سے انشاء اللہ علاقہ کی کافی حد تک طبی ضروریات پوری ہو سکیں گی۔

موبائیل ڈسپنسری:۔ صوبہ کیرلہ کے امیر صاحب کی سفارش پر حضور انور نے مبلغ ۸ لاکھ (آٹھ لاکھ) روپیہ کیرلہ میں موبائیل ڈسپنسری وین کے لئے عطا فرمائے ہیں۔

جدید پریس:۔ ہندوستان میں جماعت کی روز افزوں ترقی اور لٹریچر و اخبارات و رسائل کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے عنقریب مرکز قادیان میں ایک جدید آفسیٹ پرنٹنگ پریس لگائے جانے کا منصوبہ ہے جس کے لئے علیحدہ وسیع عمارت تعمیر کی جائیگی جو زیر غور ہے

تعمیراتی منصوبے:۔ صد سالہ جلسہ سالانہ کی برکات میں سے قادیان کا تعمیراتی منصوبہ بھی ہے جس کے تحت نہایت ہی وسیع اور نئے طرز کے چار گیسٹ ہاؤسز تعمیر ہو چکے ہیں۔ عنقریب مزید گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر کا ارادہ ہے۔ اس کے علاوہ محلہ احمدیہ کے نزدیک ایک چار منزلہ عمارت زیر تعمیر ہے جس میں ۱۲ فیملیز کی رہائش کا انتظام ہوگا علاوہ ازیں تعلیم الاسلام ہائی سکول کی بلڈنگ کی توسیع اور دار المسیح میں بھی تعمیراتی کام ہوئے ہیں؛ احمدیہ کالونی میں بھی مزید کوارٹرز استعمال کے لئے تیار ہوئے ہیں ابھی حال ہی میں صدر انجمن احمدیہ نے ۲ ایکڑ زمین بھی قادیان ریلوے سٹیشن کے نزدیک خریدی ہے۔ انشاء اللہ عنقریب قادیان میں فیکٹریز وغیرہ لگانے کا بھی پروگرام ہے۔

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو ہندوستان میں بنی نوع انسان کی مقبول خدمت کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے آمین۔

تقریب شادی و رخصتانہ

مورخہ ۱۸ اکتوبر ۹۲ء کو خاکسار کے بڑے بیٹے عزیزم ثاقب احمد ناگنہ دیودرگی کی شادی عزیزہ نسرین جہاں بنت مکرم بشیر الدین احمد خان صاحب آف حیدرآباد کے ساتھ عمل میں آئی۔

اسی طرح خاکسار کی چھوٹی بیٹی عزیزہ میمونہ عادل کی رخصتی [illegible] کو عزیزم بہاؤالدین احمد خان صاحب ابن مکرم بشیر الدین احمد خان صاحب کے ساتھ حیدرآباد میں عمل میں آئی ہے۔ قبل ازیں ہر دو کا اعلان نکاح جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء پر حضور انور نے فرمایا تھا۔ ہر دو رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے (اعانت بدر ۲۵/- روپے)

(ناصرہ بیگم اہلیہ محمد مبشر احمد صاحب شہید ناگنہ دیودرگی)

آپ بیتی

مکرم سعید احمد صاحب گجرات پاکستان

میں احمدی کیسے ہوا؟

ذیل میں مکرم سعید احمد صاحب آف سیمور گجرات (پاکستان) کا ایمان افروز مضمون درج کیا جا رہا ہے۔ جو انہوں نے قبول احمدیت کے بعد تحریر فرمایا ہے۔ سعید صاحب ۱۹۸۶ء میں بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ قبول احمدیت سے قبل آپ گجرات کے مشہور دینی مدرسہ جامعہ عربیہ احیاء العلوم کے طالب علم تھے۔ قبول احمدیت کے بعد ان پر کیا بیتی خود ان ہی کے قلم سے پڑھیئے! ....(ادارہ)

سب سے پہلے میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ میں جامعہ عربیہ احیاء العلوم گجرات میں زیر تعلیم تھا اور ہمیں جامعہ میں جو پڑھایا جاتا تھا اس کورس میں احمدیت کے خلاف کتابیں شامل تھیں جس کی وجہ سے میں بھی احمدیت کا سخت مخالف تھا۔ اس کورس میں احمدیت کی طرف بہت سی چیزیں غلط منسوب تھیں اور بہت سی غلط باتیں بھی منسوب تھیں یعنی احمدی کلمہ نہیں پڑھتے۔ نماز نہیں پڑھتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں بنائی ہے۔ یہ انگریزوں کی بنائی ہوئی جماعت ہے وغیرہ۔ مطلب یہ ہے کہ اس بناء پر احمدیت کے متعلق میری معلومات میں اتنا غلط تاثر تھا کہ میں خود بھی یہی سمجھتا کہ احمدی واقعی غیر مسلم ہیں اور مخالفت بھی بہت کیا کرتا تھا۔ احمدیوں کے خلاف جلوس بھی نکالنے جلسے جلوسوں وغیرہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتا تھا۔ ربوہ میں بھی جلسہ جلوس وغیرہ میں حصہ لیا اور مولوی لوگ جو بکواس کرتے ہیں اس میں میں بھی شامل ہوا کرتا تھا۔ یہ اُس وقت یہ سب کام میں ثواب سمجھ کر کرتا تھا۔

احمدیت کی طرف توجہ کیوں ہوئی:۔ وہ خاص واقعہ جس کی وجہ سے میں احمدیت کی طرف متوجہ ہوا کچھ اس طرح ہے کہ ایک دن میں نے اخبار میں پڑھا کہ مسلمان احمدیوں کی عبادت گاہوں سے کلمہ مٹا رہے ہیں اور ایک قادیانی نے کلمہ طیبہ کا بیج لگایا ہوا تھا اس کو اس جرم میں تین سال کے لئے جیل بھیج دیا گیا اس خبر پر مجھے بہت حیرانی ہوا کہ ایک آدمی کلمہ کا بیج لگائے تو اس کو جیل میں بند کر دیا جاتا ہے یہ سوال میں نے اپنے جامعہ کے پرنسپل صاحب سے کیا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ احمدی غیر مسلم ہیں اسی لئے اس کو جیل بھیجا گیا اس جواب پر میں نے کہا یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ کلمہ لگانے والا غیر مسلم ہے لیکن میرا سوال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ایک غیر مسلم کو کلمہ کا بیج لگانے پر جیل بھیجا جائے پھر تو دوسرے غیر مسلم تو یہی سمجھیں گے کہ اگر زبان سے پڑھا تو پھانسی ہوگی۔ بتائیں اسلام کس طرح پھیلے گا۔ میں نے کہا اگر ایک غیر مسلم کلمہ کا بیج لگاتا ہے تو ہمیں خوشی ہونی چاہیئے کیونکہ اگر غیر مسلم کلمہ پڑھتا نہیں تو کم از کم سینے پر تو ہمارے نبی کا کلمہ لگا ہوا ہے۔ تو میرے پرنسپل صاحب کہنے لگے یہ بات تمہاری سمجھ کی نہیں ہے۔ تو میں نے کہا اگر میں بھی تو آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے سمجھائیں تو کہنے لگے پھر کسی وقت آنا۔ اب میرے پاس وقت نہیں ہے۔ تو میں واپس اپنے کمرے میں گیا لیکن میرے ضمیر نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ احمدیوں کے ساتھ کیسے رابطہ کیا جا سکتا ہے اور یہ کہ احمدیوں سے ملنا چاہیئے۔

احمدیت کے بارے میں اصل معلومات:۔ ادھر جامعہ میں میرے ایک کلاس فیلو تھے جو چھوکر خورد کے رہنے والے تھے میں نے پوچھا کہ تمہارے گاؤں میں قادیانی ہیں مجھے وہاں کے کسی بڑے قادیانی کا ایڈریس لکھوا دو۔ کیونکہ مجھے اُن سے کچھ کام ہے تو اس نے مجھے اپنے گاؤں یعنی چھوکر خورد جو کہ اب میری جماعت ہے۔ مجھے فیض الرسول صاحب کا ایڈریس دیا جو صدر جماعت ہیں میں نے اُن کو خط لکھا کہ میں آپ سے احمدیت کے بارے میں کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ مجھے جلد از جلد جواب سے نوازیں تو مہربانی ہوگی لیکن کافی دن انتظار کرنے کے بعد بھی کوئی جواب نہ ملا تو میں خود ہی چھوکر خورد چلا گیا۔ وہاں پر مجھے فیض الرسول صاحب تو نہ ملے میں ان کے بڑے بیٹے غلام رسول صاحب سے ملاقات ہوئی۔ تو میں نے ان سے اپنا مطلب بیان کیا اور ان سے میں نے احمدیت کے عقائد کے بارے میں پوچھا جب انہوں نے احمدیت کے عقائد بتائے تو مجھے بہت حیران ہوا کہ یہ عقائد تو مسلمانوں کے ہیں۔ میں نے انہیں کہا یہ تو مسلمانوں کے عقائد ہیں آپ مجھے اپنے عقائد بتائیں انہوں نے کہا کہ ہمارے عقائد یہی ہیں اور ان عقائد پر ہماری جماعت قائم ہے تو پھر میں نے سنبھلا تو آپ کو غیر مسلم کیوں کہا جاتا ہے؟ تو غلام رسول صاحب نے کہا یہ سوال تو اُن سے کرنا چاہیئے جو کہتے ہیں ہم تو اپنے آپ کو حقیقی اور سچے مسلمان سمجھتے ہیں۔

احمدیت کی تحقیق کیلئے کوشش اور مشکلات:۔ بہرحال میں احمدیت کے عقائد پوچھ کر واپس آگیا اور میرے اُسی کلاس فیلو نے بتایا کہ کھاریاں میں اُس کے عزیز احمدی بھی ہیں تو میں اس کے ساتھ جا کر اُن سے ملا تو انہوں نے آگے مجھے ایک احمدی بزرگ رفیع الدین صاحب سے ملایا رفیع صاحب نے مجھے احمدیت کی بہت معلومات فراہم کیں اس کے بعد مجھے جب بھی کسی مسئلہ پر اختلاف ہوتا تو میں اس مسئلہ کے حل کے لئے اپنے جامعہ کے استادوں سے رابطہ کرتا۔ اور جب مجھے اپنے استادوں کے بتائے ہوئے مسائل میں اختلاف نظر آتا تو میں رفیع صاحب سے رابطہ قائم کرتا میں جتنی دفعہ بھی رفیع الدین صاحب کے پاس کسی مسئلہ کے حل کے لئے گیا تو انہوں نے ہر بار مطمئن کرکے بھیجا۔ اس کے اپنے استادوں کے بتائے ہوئے مسائل پر اکثر اختلاف ہوتا اور میرے استاد صاحبان اختلافی مسائل میں مجھے مطمئن نہ کر سکے۔

ایک دفعہ میں نے اپنے ایک استاد صاحب سے یہ سوال کیا کہ دو گروہ ہیں ایک کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں اور دوسرا کہتا ہے کہ زندہ آسمان پر اٹھا لیئے گئے ہیں اور دونوں قرآن پاک سے ثابت کرتے ہیں آپ مجھے بتائیں کہ دونوں گروہ میں کون سچا ہے۔ تو میرے محترم استاد صاحب نے اپنے عقیدہ کے مطابق یہ آیت پیش کی (إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ) اور کہا کہ یہ آیت ثابت کرتی ہے کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں تو میں نے اُن سے پوچھا میں نے عربی آپ ہی سے سیکھی ہے آپ مجھے یہ بتائیں کہ اس آیت میں سے [illegible] الفاظ کا آپ نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ عیسیٰ زندہ آسمان پر چلے گئے وہ کون سے ہیں۔ تو جلدی سے گالی دے کر کہنے لگے "اے خبیث تو قادیانی ہو گیا ہے میں تمہیں نہیں پڑھاؤں گا" اس کے بعد میں نے احمدیت کی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دی اور احمدیت کی دولت کو سمیٹنا شروع کیا اور احمدیت کی کتابوں اور لٹریچر کی طرف توجہ کی اور فائدہ حاصل کرتا رہا۔

احمدیت کی کتابیں اور لٹریچر پڑھنے کے بعد تاثرات:۔ جب میں نے احمدیت کا ابتدائی لٹریچر پڑھا تو میرے تاثرات یہ تھے کہ احمدی جو لٹریچر مجھے پڑھنے کے لئے دیتے ہیں اس میں سے وہ باتیں جو اُن کے خلاف ہیں وہ انہوں نے نکال دی ہیں۔ کیونکہ مولوی حضرات نے ہمیں احمدیت کے متعلق یہی کچھ بتایا ہوا تھا۔ میں نے کافی کتابیں پڑھنے کے بعد جب کشتی نوح اور دعوت الامیر وغیرہ کا مطالعہ کیا تو اُس کے بعد میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا تھا کہ اگر اسلام کی صداقت ہے تو وہ صرف اور صرف احمدیت میں ہے اور یہ حقیقت بھی ظاہر ہو گئی کہ جو الزامات علماء حضرات احمدیوں پر لگاتے ہیں وہ سراسر جھوٹ اور افتراء کا پلندا ہوتے ہیں اور ان کی جماعت کے مقابل پر کوئی حقیقت نہیں۔

اس کے علاوہ مجھے جس کتاب نے زیادہ متاثر کیا وہ ہے کشتی نوح۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد احمدیت کی پہچان کے لئے اور کسی کتاب کو پڑھنے کی ضرورت

نہیں پڑی اس کتاب کے پڑھنے سے میرے سب اختلافات ختم ہو گئے تھے یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ میں نے آج تک احمدیت کی کتب میں کسی قسم کا تضاد نہیں دیکھا ہے اور نہ ہے۔

کتابیں پڑھنے کے ساتھ ساتھ میں احمدی احباب سے بھی ملتا رہا جن میں بزرگ احمدی شامل ہیں سب سے پہلے میں جس شخصیت سے ملا وہ غلام رسول صاحب ہیں جن کی رہائش چیچو کے ہوڑہ میں ہے مجھے احمدیت کی ابتدائی معلومات ان ہی سے حاصل ہوئیں۔ ان کے علاوہ جن احباب سے میری ملاقات ہوئی اور اب بھی ہوتی ہے ان سب ہی سے متاثر ہوں لیکن جن شخصیات نے مجھے زیادہ متاثر کیا اور میری روحانیت کو جگایا وہ شخصیات دو ہیں ایک میرے محسن تو کھادیاں کے ہیں جن کا اسم گرامی مکرم رفیع الدین ہے اور دوسرے میرے محسن بزرگوار جماعت کے ہیں جن کا اسم گرامی مکرم ڈاکٹر محمد عبداللہ ہے۔ ان دونوں احباب نے میری بہت زیادہ روحانی اور ظاہری اصلاح کی میں ان حضرات کا احسان مند ہوں۔ اس احسان کو میں زندگی بھر نہیں بھلا سکوں گا۔ کیونکہ ان احباب نے مجھے شفقت پدری دی جس سے مجھے روحانی زندگی ملی اور غیراز جماعت میں سے نکالا۔

احمدی ہونے پر غیراز جماعت دوست اور جماعت احمدیہ کے افراد کا مجھے سمجھانا۔

جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری روحانی آنکھ کھلی تو میں نے چاہا کہ میں بیعت کر لوں تب میرے غیراز جماعت دوستوں نے سمجھایا کہ یہ لوگ (یعنی احمدی) ٹھیک نہیں تم ان میں شمولیت کی غلطی نہ کرنا ورنہ تم بھی غیر مسلم اور اسلام کے باغی کہلاؤ گے۔ غیراز جماعت دوستوں کے سمجھانے کا انداز اور تھا اور جماعت کے افراد کے سمجھانے کا طریق کچھ اور تھا کہ بیعت ابھی نہ کرنا سوچ لو بیعت کرنا تو آسان ہے آگے اس پر ثابت قدم رہنا مشکل ہے۔ اس راستہ میں ماریں پڑتی ہیں۔ لوگ بائیکاٹ کر دیتے ہیں دوست عزیز رشتہ دار چھوڑ جاتے ہیں گھر سے نکلنا پڑتا ہے ہر طرح کی تکلیفیں اور دکھ اٹھانے پڑتے ہیں۔ جب میں نے بیعت کر لی تو ـ

احمدی احباب کا شک کی نظر سے دیکھنا:۔

اکثر احمدی احباب کا مجھے علم ہوا کہ ان کو مجھ پر اعتماد نہیں یہ بجا ہے وہ اس لئے زیادہ شک کی نظر سے دیکھتے تھے کہ میں جامعہ کا طالب علم تھا۔ یہ ٹھیک ہے ایسا کرنا ہی جماعت کے مفاد میں ہے اگر جماعت ایسا طریق اختیار نہ کرے تو نہ جانے جماعت کو کیا کیا نقصان اٹھانے پڑیں۔ اس لئے جماعت کے مفاد کے لئے احتیاط کرنا از حد ضروری ہے۔

رشتہ داروں کی مخالفت:۔

جب میں نے بیعت کر لی تو گاؤں میں بلکہ پورے حلقہ میں جہاں کوئی بھی احمدی نہیں ہے یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی۔ اس دوران یعنی بیعت کرنے کی وجہ سے مجھے جامعہ سے نکال دیا گیا۔

جب میں جامعہ سے فارغ ہو کر گھر پہنچا تو گاؤں کا ہر فرد بلکہ حلقہ کے افراد جو مجھے جانتے تھے۔ اس طرح دیکھتے تھے جیسے میں کسی اور مخلوق میں سے ہوں یا میں نے کوئی بہت بڑا کام کیا ہے میں حیران ہوا کہ آخر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ بہر حال میں گھر پہنچا تو گھر میں بھی پہلے ہی یہ اطلاع پہنچ چکی تھی۔ اور سب رشتہ دار عزیز دوست میرے پہنچنے پر اکٹھے ہو گئے۔ اور مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم مرزائی ہو گئے ہو تو میں نے ان کو جواب دیا کہ نہیں میں تو احمدی ہوا ہوں تو میرے عزیزوں رشتہ داروں نے میرے اہل خانہ سے کہا کہ یہ کافر ہو گیا ہے۔ اسے اب یہاں رہنے کا کوئی حق نہیں اسے گھر سے نکال دیا جائے بلکہ میرے اہل خانہ کو دھمکی بھی دی کہ اگر اسے نہ نکالا گیا تو ہم تمہارا بائیکاٹ کر دیں گے۔ اسی اثناء میں میرے عزیزوں نے گاؤں والوں کو بھی ساتھ ملا لیا اور مخالفت شروع کر دی اس کے بعد مجھے میرے گھر والوں نے گھر سے نکال دیا اور ساتھ ہدایت دی گئی کہ جب قادیانیت چھوڑ دو گے پھر گھر آنا ورنہ تمہارے لئے اس گھر کے دروازے بند ہیں۔ گھر سے رخصت ہونے پر مجھے کافی تکلیف ہوئی اور مشکلات پیش آئیں۔ جن کی تفصیل کافی لمبی ہے۔

دوست احباب کیطرف سے مخالفت:۔

اسی اثناء میں عام لوگوں اور میرے قریبی دوستوں نے بھی میری مخالفت کا بیڑا اٹھایا اور مخالفت میں ایک دوسرے کا ساتھ دینے لگے۔ اور مجھے ہر طرح سے نقصان پہنچانے اور دکھ دینے میں مصروف ہو گئے۔ اور اتنے دکھ دیئے کہ جتنے اللہ تعالیٰ نے میرے مقدر میں لکھے تھے اور جو خطاب مجھے ملے ان میں سے چند ایک یہ ہیں مرزائی۔ بے مذہب۔ کافر گو سے نکلتا تو انہی الفاظ سے پکارا جاتا نماز پڑھنے اور مسجد میں داخل ہونے سے روکا گیا اور مجھے گھر جانے کو کہا گیا حتیٰ کہ سلام تک کا جواب دینے میں عار محسوس کرتے۔ دوسرے لوگ میرے ساتھ بات کرتے وقت ڈر اور گھبراہٹ میں مبتلا ہوتے کہ اگر کسی نے میرے ساتھ دیکھ لیا تو اس کی بھی شامت آ جائے گی۔ بلکہ میرے حلقہ کے دوستوں کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی میری مخالفت میں قدم آگے بڑھانے اور میرے ساتھ کافی لڑائی جھگڑے بھی کئے گئے بہر حال اللہ تعالیٰ میری حفاظت کرتا رہا اور اب بھی حفاظت کر رہا ہے۔ میں نے اکثر لوگوں سے کہا اگر آپ کا کوئی اعتراض ہے تو مجھے بتائیں تاکہ میرے اور آپ لوگوں کے درمیان یہ اختلاف ختم ہوں۔ پھر کوئی کہتا یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے اور کوئی پاکستان کے غدار کہتا اور کوئی اسلام دشمن بنا دیتا جب میں نے ان سوالات کے جواب دیئے یا سوالوں کے جواب دیتا تو اس وقت تو مانتے کہ تم ٹھیک کہتے ہو لیکن بعد میں پھر انکار کر دیتے۔

وہ چیز جس نے مجھے ثابت قدم رکھا:۔

وہ صرف احمدیت کی سچائی اور وہ حقیقی اسلام اور پختہ اور نیک ارادہ تھا اور خصوصاً اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا جس کی بنا پر میں احمدیت پر قائم رہا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ طاقت اور توفیق بخشی اور میں نے احمدیت کو قبول کیا اور اللہ تعالیٰ نے آخری زمانہ کے امام کو پہچاننے کے لئے وہ آنکھیں عطا کی اور میں نے اقرار کیا۔

بحضور رسالت مآب

سرور کائنات۔ بو فخر موجودات۔ رحمۃ للعالمین۔ خاتم النبیین۔ حضرت محمد مصطفیٰ۔ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم!

میرے دل و جان سے پیارے آقا! یہ آپ کے غلاموں کا غلام ادنیٰ سے ادنیٰ جا کر آپ کے ارشاد کی تعمیل میں آپ کے عظیم روحانی فرزند جلیل امام الزمان مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا کر ان کے حضور آپ کا سلام عرض کرتا ہے۔ ـ سہانہ سعید احمد آف بٹور

تاریخ بیعت ۱۹۸۶-۱۱-۳۰

میں تو گناہ گار تھا یہ سب اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے جس کا شکریہ ادا کرنے کیلئے وہ الفاظ نہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر سکوں میرے لئے یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔

موجودہ تاثرات:۔

اب میں یقین کامل کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر حقیقی اسلامی روح کہیں ہے تو وہ صرف اور صرف احمدیت میں ہے۔ اب میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ رہوں اللہ تعالیٰ مجھے احمدیت پر قائم رکھے اور نظام خلافت کے ساتھ پختگی کے ساتھ وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ اس کے علاوہ نجات کا اور کوئی راستہ نہیں اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری آنے والی نسلوں کو بھی احمدیت پر قائم رکھے مجھے بھی اور آنے والی نسلوں کو بھی سلسلہ کا سچا خادم بنائے آمین ۔

بقیہ صفحہ ۱۴ سے

العلم حجاب الاکبر جو مشہور قول ہے اس کی صداقت آج کل بخوبی ظاہر ہو رہی ہے۔ پہلے اس قول سے مجھے اتفاق نہ تھا۔ لیکن اب اس پر پورا یقین ہو گیا۔ جس قدر مرزا صاحب کے مخالف مولوی ہیں اس قدر اور کوئی نہیں۔ بلکہ اوروں کو عالموں ہی نے بہکایا ہے ورنہ آج تک ہزاروں بیعت کر لیتے۔ اور ایک جم غفیر مرزا صاحب کے ساتھ ہو جاتا۔ لیکن مخالف کا ہونا کچھ تعجب نہیں کیونکہ اگر ایسا زمانہ جس میں اس قسم کے فساد ہیں جس کی نظیر پچھلی صدیوں میں نا معلوم ہے نہ آتا تو ایسا مصلح بھی کیوں پیدا ہوتا۔ دجال ہی کے قتل کو عیسیٰ تشریف لائے ہیں اگر دجال نہ ہوتا عیسیٰ کا آنا محال تھا اور دنیا گمراہ نہ ہوتی تو مہدی کی کیا ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کام کو اس کے وقت پر کرتا ہے۔ یا اللہ تو ہمیں اپنے رسولؐ کی اپنے اولیاء کی محبت عنایت کر اور بے یقینی اور ترددات سے امان بخش۔ صادقین کیساتھ ہمیں الفت دے۔ کافروں سے پناہ میں رکھ۔ ہماری انانیت دور کر دے اور حرص و ہوا سے نجات بخش۔ آمین یارب العالمین ۔

(راقم ناصر نواب۔ تاریخ ۲ جنوری سنہ ۱۸۹۳ء)

انٹرویو — جناب ناصر احمد قریشی اسیر راہ مولیٰ سے گفتگو

کیا تم کو خبر ہے رہ مولیٰ کے اسیرو ؛ تم سے مجھے اک رشتۂ جاں سب سے سوا ہے

مکرم و محترم ناصر احمد صاحب قریشی قائمقام امیر ضلع سکھر جنہیں فرعون زمانہ ضیاء الحق کے ظالم دور حکومت میں جھوٹا مقدمہ بنا کر ۲۳ مئی ۸۵ء کو زیر حراست لے کر سزائے موت سنائی گئی اور سات سال بعد ۱۵ جنوری ۱۹۹۲ء کو باعزت بری کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد مکرم قریشی صاحب سے جناب عبدالمالک صاحب آف لاہور پاکستان نے درج ذیل انٹرویو لیا۔ جو قارئین بدر کے ازدیاد علم و ایمان کے لئے درج کیا جا رہا ہے۔

مکرم ناصر احمد صاحب قریشی کی یہ معجزانہ رہائی درحقیقت صد سالہ جلسہ سالانہ ۱۹۹۱ء کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے جبکہ خدا کے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کا اپنی تمام تر برکات کے ساتھ سرزمین ہند میں نزول ہوا تھا۔ اور جس کی برکات کے چھینٹے دور و نزدیک ہر جگہ پہنچے تھے۔ احمدیہ گزٹ کینیڈا ماہ ستمبر ۱۹۹۲ء میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق محترم قریشی صاحب موصوف وفات پا چکے ہیں۔ احباب سے ان کی بلندی درجات کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (ادارہ)

سوال :۔ آپ کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟

جواب :۔ پروفیسر ناصر احمد قریشی صاحب نے بتایا کہ میں یکم جون ۱۹۳۶ء کو شہر سکھر (سندھ) میں پیدا ہوا تھا۔ میرے والد محترم کا نام عبدالرحمٰن قریشی ہے۔

سوال :۔ ابتدائی تعلیم کے متعلق پوچھنے پر پروفیسر صاحب نے بتایا کہ :۔

جواب :۔ وہ ہائی سکول تک تعلیم ریلوے ہائی سکول سکھر میں حاصل کی۔ بی۔ ایس سی کراچی یونیورسٹی سے کی۔ میں نے انگریزی میں ایم اے پرائیویٹ کیا۔ اور پھر ایل۔ ایل بی کے امتحانات یونیورسٹی سے ہی پاس کئے۔ یونیورسٹی بھر میں اول رہا۔

سوال :۔ آپ نے احمدیت کب قبول کی؟

ج :۔ یہ اللہ کا احسان ہے کہ میں پیدائشی احمدی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے کئی جماعتی عہدوں پر بھی خدمت بجا لانے کا موقع دیا ہے۔ چنانچہ قائد خدام الاحمدیہ کے علاوہ قائمقام امیر ضلع سکھر شکارپور اور جیکب آباد بھی رہا۔

س :۔ شادی اور بچوں کے متعلق ذاتی نوعیت کے سوالات پوچھنے پر آپ نے بتایا کہ :

ج :۔ میری شادی ۱۹۶۹ء اپنے ہی خاندان میں ماموں کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۸ بچے ہیں چھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں جو جڑواں پیدا ہوئیں۔

س :۔ اسیر راہ مولیٰ بننے کی سعادت کب نصیب ہوئی؟

ج :۔ ۲۳ مئی ۱۹۸۵ء کو قید ہوا۔ اور ۸ جون ۱۹۸۵ء سے ۱۴ جنوری ۱۹۹۲ء تک سینٹرل جیل سکھر میں ہی رہا۔ اور پیارے آقا کی دعاؤں کے طفیل ۱۵ جنوری ۱۹۹۲ء کو رہا ہوا۔

س :۔ عرصہ قیام جیل کے متعلق مختصراً بتائیے۔

ج :۔ ۱۹۸۸ء میں صدر ضیاء الحق کی وفات کے بعد جب پی پی پی برسر اقتدار آئی تو پاکستان میں تمام سزائے موت کے قیدیوں کی سزا کو عمر قید میں بدل دیا گیا۔ اس طرح ۲۳ دسمبر ۱۹۸۸ء کو پھانسی وارڈ سے جنرل وارڈ میں آگیا۔ ۱۹۸۹ء جنوری کو B کلاس منظور ہوگئی۔ پھر اسی مہینے میں تقریباً ایک ہفتہ کے لئے پیرول پر رہائی ملی اور اپنے بڑے لڑکے تنویر احمد قریشی کی شادی کراچی میں کی اس دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست فون پر ملاقات کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ پھر چند روز بعد جیل میں ٹیلی ویژن سیٹ رکھنے کی اجازت ملی (یہ دونوں مراعات خصوصی اہمیت کی حامل تھیں اور یہ اس حقیقت کا ثبوت تھا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی معجزانہ رنگ میں خاص نصرت و تائید حاصل تھی)

دسمبر ۱۹۹۱ء میں خاکسار کو خواب میں چند اشارے ملے جن سے یہ تاثر ملتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی خاص نصرت غیبی سے نوازے گا۔ دوران خواب پہلے ۱۴ کا عدد سلائیڈ پر دکھایا گیا۔ پھر فروری کا لفظ دکھایا گیا۔ پھر جمعہ کا لفظ دکھایا گیا۔ یہ خواب یوں پورا ہوا کہ ۱۴ جنوری کو منگل کے دن اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت کے تحت سندھ ہائی کورٹ نے اپنے ایک نہایت ہی مختصر آرڈر کے تحت کیس کو بے بنیاد قرار دے کر آزادی کا حکم صادر فرمایا یہ ڈویژن بینچ تھا جو دو جسٹس صاحبان پر مشتمل تھا۔ خواب میں جمعہ کا دن دیکھنے کا مفہوم تو واضح ہوگیا مگر فروری کا مفہوم سمجھ میں نہ آسکا۔ ہائی کورٹ نے اپنے تفصیلی فیصلے میں مارشل لاء کورٹ کی سزا کو کالعدم قرار دیتے ہوئے اسے انتہائی بدنیتی اور بے بنیاد قرار دیتے ہوئے اپنی یہ رائے دی کہ عام عقل و فہم والا انسان بھی کبھی ایسی زیادتی نہ کرتا جو ان پٹیشنرز پر روا رکھی گئی۔ پھر آخر میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل سندھ اور اٹارنی جنرل حکومت پاکستان نے متفقہ طور پر مارشل لاء کورٹ کی سزا کو بلا جواز قرار دیا ہے اس لئے سزا کالعدم قرار دی جاتی ہے۔ اور متاثرہ اشخاص کو باعزت رہا کیا جاتا ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو جب کورٹ کے فیصلے کی FAX بھیجی گئی حضور نے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اسیران سکھر کو جیل سے باہر لانے کا بندوبست کیا جائے چنانچہ ۱۵ جنوری کو عملی طور پر جیل سے رہائی ملی۔ کراچی پہنچتے ہی حضور نے ازراہ شفقت دہلی (ہندوستان) سے اس خاکسار کو براہ راست فون پر مبارکباد دی خوش آمدید کہا اور ڈھیروں دعائیں دیں۔ آپ نے فرمایا کہ قریشی صاحب آپ نے FRIDAY THE TENTH (دس جنوری ۱۹۹۲ء) کو آپ کے لئے تادیانی میں بڑے درد اور کرب سے اللہ تعالیٰ کے حضور آزادی کی بھیک مانگی جسے اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت عطا کیا خاکسار نے حضور کی اس نوازش پر گرمجوشی سے شکریہ کے طور پر چند کلمات پیش کئے فرط جذبات سے زبان ساتھ نہ دے رہی تھی۔ آئندہ جلسہ پر U.K میں حضور کے شرف قدم بوسی کا منتظر ہوں دیکھیں وہ گھڑی کب نصیب ہوتی ہے

س :۔ جیل کا کوئی ایمان افروز واقعہ سنائیے:

ج :۔ ۲ مارچ ۸۶ء کو جب خاکسار کو ملٹری کورٹ کی طرف سے سزائے موت سنائی گئی اور جیل کے سب سے زیادہ اذیت ناک پھانسی وارڈ میں منتقل کر دیا گیا تو وہاں پہلے ہی سے موجود سزائے موت کے خطرناک قیدیوں نے انتہائی بیہودگی کا مظاہرہ کیا۔ نہایت گندی گالیاں دینے کے ساتھ ساتھ احمدیت کے لئے غلط قسم کا پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ خاکسار اس قدر پریشان ہوگیا کہ سزائے موت کی کال کوٹھری کے ایک کونے میں دیوار سے سر لگا کر کافی دیر تک آنسو بہاتا رہا اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کی کہ ان بیہودہ لوگوں سے نجات دے۔ گو وارڈ کی مخالفت میں رفتہ رفتہ کمی آتی گئی مگر جب ۲۳ مارچ ۸۶ء کو باہر سے حملہ آوروں نے جیل کے اندر گھس کر پھانسی وارڈ میں بند سزائے موت کے قیدی بزور بازو آزاد کروا لئے اور سب بھاگ گئے اور ہم دونوں بھائی وہیں رہے تو ذہن کو سکون ملا۔ موت سے فرار تو فطری بات ہے لیکن فرار کو موقع ملنے کے باوجود نہ بھاگنا ایمان کی پختگی کی علامت ہے ہمارے اسی عمل سے جہاں ہمیں ایک وقار بخشا وہاں ہر احمدی کا سر فخر سے بلند ہوگیا۔ اس واقعے کے بعد ہمارے حوصلے اور بلند ہوگئے

س :۔ آئندہ کیا پروگرام ہے؟

ج :۔ آئندہ کینیڈا ہجرت کر جانے کا پروگرام ہے۔

س :۔ حضور ایدہ اللہ کا کوئی خاص ارشاد:

ج :۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا منظوم کلام جو جولائی ۱۹۹۱ء کو جلسہ سالانہ U.K میں پڑھ کر سنایا گیا۔ اس میں سے ایک شعر جو حضور نے ارشاد فرمایا وہ خاکسار کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے

کیا تم کو خبر ہے رہ مولا کے اسیرو
تم سے مجھے اک رشتۂ جاں سب سے سوا ہے

س :۔ نئی نسل کے نام کوئی پیغام جو آپ دینا چاہیں

ج :۔ حضرت مصلح موعودؓ کی نظم کا ایک شعر ہی دوہرانا چاہتا ہوں

یاد رکھنا کہ کبھی بھی نہیں پاتا عزت
یار کی راہ میں جب تک کوئی بدنام نہ ہو

سواگت

صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مبارک قادیان آمد سے متأثر ہو کر ۔

مہدی کی بستی میں "راجا" قدم رنجا جب ہوئے
جاگ اُٹھے "پرجا" کے بھاگ جو مدّت سے تھے سوئے
ترس گئے تھے واں کے باسی درشن کو پریتم کے
من مندر تھا سُونا سُونا سب تھے کھوئے کھوئے
پریم سندیسے آس بندھاتے رہتے تھے پرجا کی
پل پل من بے تاب تھا رہتا آس نہ پُوری ہوئے
"کرپا" سے رحمان خدا کی گھڑی مِلن کی آئی
ختم ہُوا "بن باس" رام جی واپس دیس کو ہوئے
نر، ناری، بوڑھے اور بالک بڑھے سواگت کارن
چاروں اور یہ شور تھا برپا "جے مرزا کی ہوئے"
ہندو، سکھ، عیسائی، احمدی سب نے کیا سواگت
کِھلے ہوئے تھے سب کے چہرے پھول گلاب جوں ہوئے
اکھین میں تھے خوشی کے آنسو لب پہ خوشی کے نعرے
جس کی جانب دیکھا پایا۔ انگ انگ خوشی سموئے
شان نرالی اس بستی کی ایسی کبھو نہ دیکھی
ہر ہر گھر اور ہر اک رہ میں خُوب چراغاں ہوئے
بینتی کرے خلیق ترے در کیجو کرم خدایا
"قادیاں" کے جوں بھاگ جگائے نظر "اِدھر" بھی ہوئے
پریتم کا دیدار کرادے ہم ہیں پریم پُجاری
ہمری آس بھی پُوری کر دے تورے در پہ واری

(خلیق بن فائق گورداسپوری)

نافلہ مہدی کا طاہر آج ذوالقرنین ہے

ہر طرف مکر و فساد و افترا ہے مَوجزن — تیرے بن کوئی نہیں جو کر سکے طُوفاں سے پار
تیرے بندے لڑکھڑاتے ہیں بہت کم زور ہیں — اور شیطاں ہے بہت چالاک شاطر ہوشیار
نسلِ آدم کی ہے کشتی گھِر گئی گرداب میں — کشتیٔ نُوح میں جو آجائے گا ہو جائے گا پار
رحم کُن بر حالِ انساں۔ اَے میرے قادر کریم — پھیر دے دِل۔ آئے دُنیا اس طرف دیوانہ وار

"اے مِرے پیارے بتا تو کس طرح خوشنود ہو
نیک دِن ہوگا وہی جب تجھ پہ ہو دیں ہم نثار"

یہ نہیں ممکن کہ کوئی کر سکے اِن کا حساب — اَن گِنت میری خطائیں۔ فضل تیرے بے شُمار
ارضِ پاکِ قادیاں کے واسطے ہُوں بیقرار — دِل میں طُوفاں مَوجزن۔ آنکھیں بنی ہیں آبشار
میرے مالک میرے مولیٰ۔ میری جاں میرے خدا — کھول دے سب راستے فوجِ ملائک کو اُتار
نافلہ مہدی کا طاہر آج ذوالقرنین ہے — ہے وہی پیارا ہمارا جس سے تُو کرتا ہے پیار

"آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یُوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ۔ مَیں کرتا ہُوں اُس کا انتظار"

(چوہدری عنایت اللہ احمدی آف لندن)

درخواستِ دُعا

محترم چوہدری عنایت اللہ صاحب آف لندن سابق مبلغ انچارج مشرقی افریقہ ان دنوں دِل کی تکلیف انجائنا۔ معدہ میں اَلسر اور سر کی شدید تکلیف ورٹیگو کی وجہ سے بیمار ہیں ۔ احباب کرام سے اس نیک بزرگ خادم سلسلہ کی کامل شفایابی کے لئے دردمندانہ دُعا کی درخواست ہے ۔

(ادارہ)

تقریبِ شادی و رخصتانہ

خاکسار کے بھائی عزیز راشد حسین ابن مکرم عابد حسین صاحب مرحوم قادیان کی تقریب شادی ۱۵ر نومبر کو عمل میں آئی ۔ اس موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ نزیل حیدر آباد نے احمدیہ جوبلی ہال میں بعد نماز مغرب و عشاء اجتماعی دُعا کروائی۔ بعدہٗ عزیزہ احمدی بیگم بنت مکرم منظور احمد صاحب آف حیدر آباد کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی ۔

احباب کرام سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے ۔ (اعانتِ بدر /۵۰ روپے)

خالد حسین۔ محاسب صدر انجمن احمدیہ
قادیان

قابلِ غور دو باتیں ـــــ بقیہ اداریہ (صفحہ ۴)

اور اس دعویٰ کے ثبوت میں اس کے جسم کے پورے پورے سے اُس کی آواز کی ہر ایک ارتعاش سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور دوسری طرف حُبِّ رسولؐ کا دعویٰ کرنے والے مُلّاں وہ کام کر رہے ہیں جو سراسر خلافِ تعلیم اسلام اور خلافِ اُسوۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

یہی دو اُمور ہیں کہ اگر منصف مزاج غور کریں تو ظلمت و نور کا بیّن فرق محسوس و معلوم کر سکتے ہیں۔ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ ٭

(منیر احمد خادم)

درخواست ہائے دعا

❋ اسیرانِ راہِ مولیٰ ساہیوال مکرم الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ مکرم رانا نعیم الدین صاحب مکرم محمد رفیق صادق صاحب۔ مکرم نثار احمد صاحب۔ مکرم عبدالقدیر صاحب جو نو سال سے پاکستان میں جیل کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ احبابِ کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان اسیرانِ راہِ مولیٰ کی رہائی کے جلد سامان عطا فرمائے اور اُن کے لواحقین کو صبر و ہمت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

محمد اسماعیل منیر۔ ربوہ

❋ خاکسار کی والدہ محترمہ ۱۶ نومبر کو جرمنی گئی ہیں وہاں ان کو بلڈ پریشر کی تکلیف اور دوسرے عوارض ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹروں نے گردوں میں تکلیف بتائی ہے۔ ممکن ہے آپریشن کرنا پڑے۔ احبابِ جماعت سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے بغیر آپریشن کے ہی والدہ محترمہ کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ (مسعود احمد چوہدری مہار۔ قادیان)

❋ میرے والدین۔ اہل و عیال۔ بھائی شاہد نصیر و شریف احمد اور بہنوئی محمد اسلام آف کینیڈا اسی طرح شاہد خورشید صاحب جرمنی۔ بشارت احمد صاحب کینیڈا، اقبال احمد صاحب کینیڈا مع اہل و عیال دینی و دنیوی ترقیات، کاروبار میں برکت نیز خاکسار اپنے قادیان آمد کے مقصد میں کامیابی کے لئے احبابِ کرام سے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ (مبارز نصیر نزیل قادیان)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

جماعت ہائے احمدیّہ "لاہور"

عالمگیر جماعتِ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان دارالامان میں انعقاد پذیر
ہونے والے کامیاب اور بابرکت جلسوں کی صدی کے اختتام پر

سنہ ۱۹۹۲ء کے جلسہ سالانہ

میں شریک ہونے والے خوش نصیبوں کے لئے ربّ العزّت کی بارگاہ میں اپنے امام ہمام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے پیارے اور درد بھرے الفاظ میں خیر و برکت کی وہ دُعائیں کرتی ہیں جو حضورؑ نے آج سے ایک سَو برس قبل سنہ ۱۸۹۲ء میں ۲۷ دسمبر کے جلسہ کے انعقاد کے موقع پر اس رُوح آفریں سلسلہ کا آغاز کرتے ہوئے مانگی تھیں کہ:۔

"ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اُن کو اجرِ عظیم بخشے اور اُن پر رحم کرے اور اُن کی مُشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور اُن کے ہمّ و غم دُور فرماوے اور اُن کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور اُن کی مُرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اُٹھاوے جن پر اُس کا فضل و رحم ہے" ـــــ "اَے خُدا - اَے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مُشکل کُشا! یہ تمام دُعائیں قبول کر کہ ہر یک قُوّت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔"

خاکسار

حمید نصر اللہ خاں

امیر جماعت ہائے احمدیّہ لاہور (پاکستان)

چاروں اور بجی شہنائی۔ بھجنوں نے اک دھوم مچائی
رُت بھگوان مِلن کی آئی۔ پریتم کا درشن گھر گھر تھا

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ کا درویشانِ قادیان کے ساتھ ایک یادگار گروپ فوٹو.
"یہ درویش ہیں جن کی قربانیوں نے، جن کے حُسنِ خُلق نے ہماری راہ ہموار کی ہے۔" (حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ)

احبابِ جماعت قادیان سے ملاقات کا ایک منظر
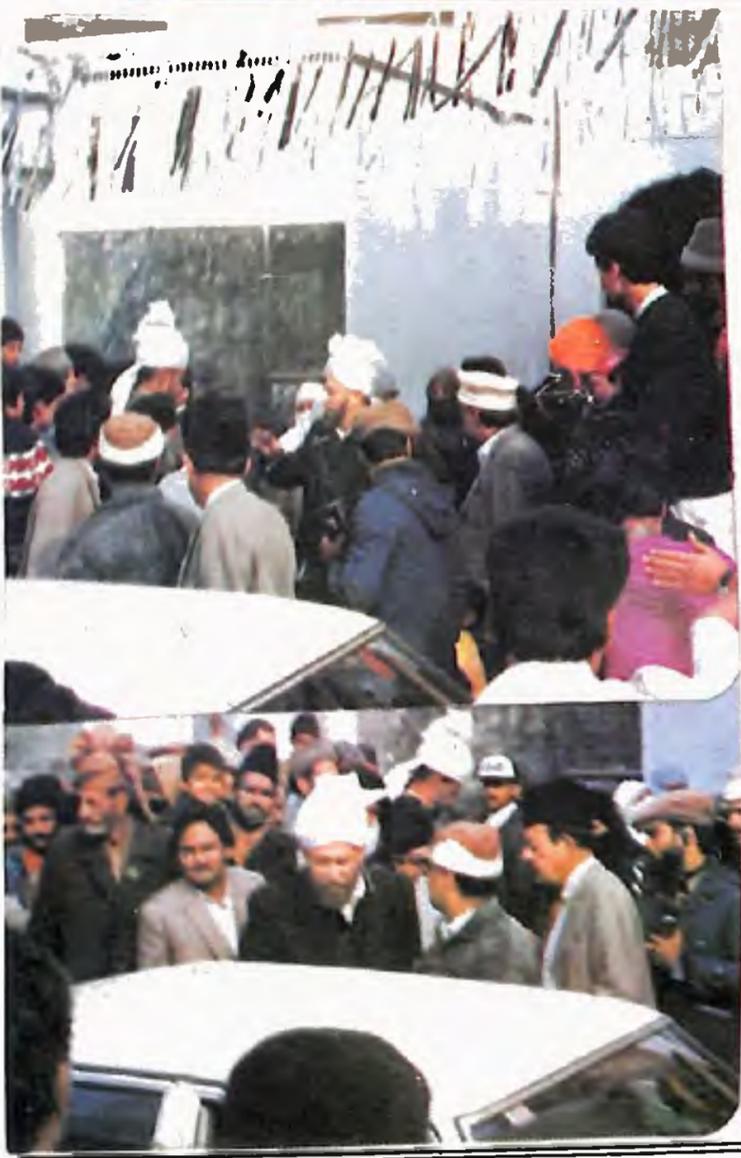
بچوں سے پیار بھری ملاقات
حضور انور ایک سِکھ بچے کے گال تھپتھپا رہے ہیں

حضور انور کی قادیان سے واپسی۔ وَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا

مسجد بیت الاسلام ٹورنٹو (کینیڈا)

اس خانۂ خدا کا افتتاح سیدنا حضرت مرزا طاہر
امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۶ اکتوبر ۹۲
بروز جمعۃ المبارک فرمایا۔ حکومتِ کینیڈا نے اس
کو "یوم احمدیہ مسجد" کے طور پر

مسجد بیتُ الاِسلام ٹورنٹو (کینیڈا)
میں افتتاحی تقریر اور بیعت کے بعد
حضور پُر نور دُعا کرواتے ہوئے ؏

حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کینیڈا کے
پریمئر (PREMIER) کو "احمدیہ مسلم نمائش
دکھا رہے ہیں ؏
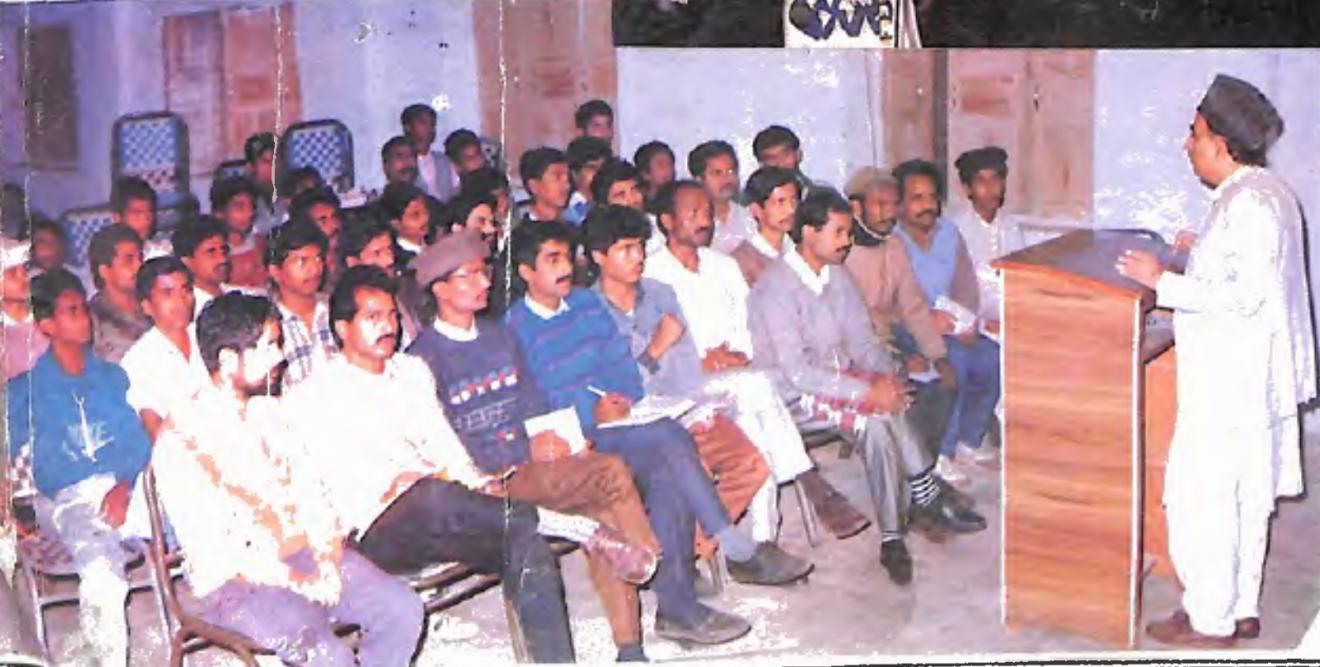
مکرم خالد رشید صاحب
ایم۔ ایس سی۔ حضور انور کی
تحریک پر قادیان اور ہندوستان
کے خدام کی ہوم اپلائنسز کلاس
لے رہے ہیں ؏